

الایمان

حامداً

آہستہ کہنے کا ثبوت

فیض ملت شیخ القرآن حضرت علامہ محمد فیض احمد مدنی
از قلم: —————

فہرست آئین بالبحر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۹۵	حدیث پر غیر منقولہ کا سوال کا جواب	۷۷۵	غیر منقولہ میں کا مقصد انتشار
۷۹۶	عربی عبارات کا ترجمہ اردو	۷۷۵	آئین دعا ہے اور دعا بالحق
۷۹۷	غیر منقولہ میں کا ایک دھوکہ ادراس کا جواب	۷۷۵	مستحق ہے امام رازی کی تقریر
۸۰۰	اسم فعل یعنی ماضی کا سوال کا جواب	۷۷۸	امام رازی کی عربی عبارت کا ترجمہ اردو
۸۰۱	وہم غیر منقولہ میں کا اردو	۷۷۹	باب اول آئین آہستہ کے دلائل و قرآن
۸۰۲	توضیح مسئلہ کی اشعار	۷۸۰	آئین آہستہ کہنے کے دلائل و احادیث
۸۰۳	غیر منقولہ میں کی پیش کردہ احادیث کے جوابات	۷۸۱	حدیث و اس کے فوائد اویسیہ
۸۰۴	رفع صورت حدیث کا جواب	۷۸۱	احادیث کی احادیث پر برج از غیر منقولہ
۸۰۵	قواعد و الاضالیہ کا جواب	۷۸۲	آہستہ آئین کہنا صفت صابر رضی اللہ عنہ
۸۰۷	دیگر اعتراضات کے جوابات	۷۸۳	باب غیر منقولہ میں کے دلائل اور احادیث
۸۱۰	تائیدات احادیث	۷۸۵	قاعدہ شرعیہ اور حکم علیہ السلام کی دعا سے استدلال
۸۱۱	چہرہ دو قسم کے جوابات	۷۸۶	قرآن مجید میں بارہن علیہ السلام کا آئین
۸۱۳	احادیث صحیحہ کی تعلیق	۷۸۸	کہنا ثابت نہیں افلاس کا اردو
۸۱۳	مزید توضیح	۷۹۲	غیر منقولہ میں کا رد سناغروہ کی طرف میں
۸۱۴	ابن ماجہ کی روایت کا جواب	۷۹۳	معارضات غیر منقولہ میں جوابات ادبی
۸۱۴	حدیث نسائی کے جوابات	۷۹۴	معارضات غیر منقولہ میں ازالہ از ادبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

صفحہ	مضمرات	صفحہ	مضمرات
۸۱۲	توٹوا سے استدلال اور اس کا رد	۸۱۲	سکرات کے جوابات
۸۱۶	تعجب برام بخاری رحمۃ اللہ علیہ	۸۱۵	سکتے متعلق اس کے بعد پڑے اور یقین
۱۷	ایک حدیث سے غیر متعلقین	۸۱۵	بھی بعد ہے اس کا جواب
	کا استدلال اور اس کا رد	۸۱۶	خلاصہ الجملہ
			احناف کی حقانیت

آئینہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی حبیبہ سید المرسلین وعلی
آلہ اصحابہ اجمعین۔

اما بعد۔ غیر مقلدین کا عام طریقہ ہے کہ جو عمل صدیوں مستحق چلا آ رہا ہے۔ کسی نہ
کسی حیلہ بہانہ سے انکے خلاف کریں گے تاکہ امت محمدیہ میں انتشار پھیلے۔ مسائل نماز میں
ایک سہ آئین کا بھی ہے جسے صدیوں سے مسلمان امام کے پیچھے جہری نمازیں قاحمہ کے
افتخار پر امام سمیت پڑھتے چلے آ رہے ہیں اس طرح دوسرے اکثر مسائل کا حال ہے جب
ہے یہ قوم آئی تفتہ و فساد سامعہ لائی۔ کسی کو شک ہو تو صرف خطبہ ہند میں علی کی تاریخ پڑھ
لے اس رسالہ میں فقہ آئین کے متعلق عرض کرے گا۔

مقدمہ

اولا اتفاق غیر مقلدین آئین سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں بلکہ کما حقہ کلمہ ہے بمعنی اصحب
اقبول فرما، اسی لئے فاتحہ کے افتخار پر آئینہ پڑھی جاتے تاکہ واضح ہو جائے کہ آئین ایک
مستند کلمہ ہے سورۃ فاتحہ کا جزو نہیں۔

ثورا آئین دعا ہے اور دعائیں فتاویٰ ہیں۔

س۔ غیر مقلدین کے پاس اپنی کوئی تحقیق نہیں یہ امام شافعی اور امام احمد غنوی سے ادھار
لے کر حوام میں فساد پھیلاتے ہیں اور احناف کی اپنی تحقیق ہے جو احادیث صحیحہ کے پھر زور
دراں سے ثابت فرمایا کہ حضور عالم علی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم آئین
ہمیشہ آئینہ پڑھتے اور وہ روایات جو غیر مقلدین پیش کرتے ہیں وہ مؤول ہیں یا غیر مقلدین
نے دھوکہ کھایا ہے یا دھوکہ دیا ہے تفصیل آئے گی۔ (انشاء اللہ)

۴۔ دعا میں فساد کے امتحان پر امام محمد بن رازی دلائل دیتے دیتے لکھتے ہیں کہ

اعلم ان المقصود من الدعاء ان يصير العبد مشبه لخالقه نفساً او نفساً مشبه بكون مولاه بكمال
القدرة والرحمة فكل هذه المتاني خلقت في قول تعالى ادعوا لکم تصرفاً وخصیة ثم اذ رجعت هذه
الاجمال تلت سبیل العلوم فلا بد من صواباً عن ارباب السبل لتحقيق الاطلاق وهو المراد من قوله تعالى
وخصیة من ذکر الاختار صواباً لک الاطلاق من ثواب الیاد اذ اعرف بذات المعنی فکرم لک ان قول
سبحانه تعالیٰ تصرفاً وخصیة مستعمل علی کل ما یراد بتحقیقه وخصیة فی شراک الله عار وانه لا مزید علیه
البتة بوجه من وجوه المسئلة الثالث التصرف التزل وانشیخ وحواد ظاهراً لک النفس من قولهم ضرع فلان
للان وخصیة لک اذا ظفر الان فی معرض السوال والخصیة عند العلایة يقال اخصیت الشیء اذا استر
واعلم ان الاختار معتبر فی الدعاء ویدل علیه بوجه الاول هذه الایة فاحتمل علی ان تعالیٰ امر بالاداء
مقروناً بالاختار وظاهر الامر للوجوب فان لم یحصل الوجوب لک اقل من کونه ندایاً ثم قال الله تعالیٰ
بعد وانه لا یحب المعتدین فی ترک حذرین الامرین المذکورین فی التصرف والاختار قال الله تعالیٰ
لا یحب وحببت الله تعالیٰ عبارة عن الثواب کان المعنی ان من ترک فی الدعاء التصرف والاختار
فان الله لا یحب البتة ولا یحب الیه ومن کان لک کان من احل العقاب للاحسان فظفر ان قول
تعالیٰ ان لا یحب المعتدین کالتعبد بشد علی ترک التصرف والاختار فی الدعاء الحجة الناجية ان
تعالیٰ انشی علی ذکر یا فقال اذا دعی ربک فادع دعایاً اختار من العباد واخلط الله وانقطع الیه الحجة الثالثة
باروی ابو موسی الاشعری انهم كانوا یغزاة فاشرفوا علی داء فاجعلوا یکرمون ویمصلون رافعی الصواتم
فقال علیه السلام ارفقوا علی انکم انکم تادعون الله ولا غنیاً انکم تدعون سمیعاً قریباً وانکم
الحجة الرابعة قوله علیه السلام دعوة فی السر لشهد سبعین دعوة فی العلانین سن الحسن ولقد کان

للمسلمون یجتهدون فی الدعاء وایسح صومهم لا یسألون الله تعالیٰ قال ادعوا لکم تصرفاً وخصیة و ذکر
الله عبده و ذکر یا فقال اذا دعی ربک فادع دعایاً اختار من العباد واخلط الله وانقطع الیه الحجة الرابعة
علیه السلام فی الدعاء وایسح صومهم لا یسألون الله تعالیٰ قال ادعوا لکم تصرفاً وخصیة و ذکر

البتة کان الاولی اختار الله عاقلی صومهم من الیاد المستیة الراجحة قال ابو حنیفة اختار الامین افضل و
قال الشافعی اختار افضل وادعی ابو حنیفة علی خصیة قوله فقال فی قبله آتین و جهان احد بمانه دعاء و
الثانی ان اسم من اسم الله تعالیٰ فان کان دعاء وحب خفاة لقوله تعالیٰ ادعوا لکم تصرفاً وخصیة و
انکان اسم من اسم الله تعالیٰ وحب اختار لقوله تعالیٰ واذکر ربک فی تفکک تصرفاً وخصیة فان لم
یثبت الوجوب فلا تقل من الیاد وحب نقول بهذا القول

اس مضمون کی عبارت تفاسیر اور کتب معتبرہ میں مذکور ہیں جیسے معالم التنزیل و
مدارک و احیاء العلوم و روح البیان و احسن مرآة و قططی و غیرہ وغیرہ۔
ازجہ تیسرا مسئلہ۔

تصرف بمعنی تزل وانشیخ ہے بمعنی اخبار ذی النفس یہ انکے قول ضرع فلان تصرف
کہ یہ جس وقت بولے ہیں جب کوئی کسی کے لئے سوال کے وقت اپنی ذات ظہر کرے الخفیہ
علانیہ کی نفی ہے کہا جاتا ہے اخصیت اشیء میں نے شے کو چھپایا جان لو کہ دعا میری
مستتر ہے اسکی گئی وجہ ہیں (۱) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دعا کو اختار کے ساتھ مقروناً دیا ہے
اور امر کا تقاضا وجوب ورنہ کم انکم عذاب شعور ہے اسکے بعد فرمایا

حد سے بڑھنے والوں سے اللہ راضی نہیں یعنی ان دونوں تصرف وخصیہ کے تارکین
سے اور محبت اللہ کا معنی ثواب ہے اب معنی یہ ہوا کہ اللہ تصرف واختار کے تارکین کو ثواب
نہیں دیتا اور اسے اللہ تعالیٰ ثواب نہ دے وہاں عقاب سے ہوتا ہے علامہ یہ ہوا کہ جو دعا میں
تصرف واختار نہ کرے اسکے لئے جہدہ و عید شدید ہے (۲) ذکر یا علیہ السلام نے رب تعالیٰ کو حقیقی
آواز سے پکارا یعنی اس ندا کو بندوں سے غشی رکھا اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بالخصوص کی اور
اسی کی طرف متوجہ ہوتے (۳) وہ حدیث جسے ابو اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ کے لئے تشریف لے گئے صحابہ کرام ایک دای پر چڑھ کر زور زور سے جھیل و نکسیر کرنے لگے آپ نے فرمایا اپنے نفوس پر زری کرو تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے بلکہ تم تو سب قریب کو پکار رہے ہو اور بے شک وہ تمہارے ساتھ ہی ہے۔ (۴) وہ دعا جو آہستہ آہستہ مانگی جاتے وہ جہری دعا ہے (سترہ ۱۰۰) بار کے برابر ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ دعا مانگتے تو گنگناتے جس سے صرف غیر منہوم آواز سنائی دیتی اللہ نے حکم فرمایا اذعو ربکم تضرعاً و خفیۃً اور ذکر یا علیہ السلام کا ذکر غیر بھی فرمایا تو نہاد تحفشی کی وجہ سے (۵) انسان کا نفس بڑا سمعہ (شہرت) کا سخت دلدادہ ہے جب وہ دعا آواز بلند سے کرے گا تو اس میں لازار یاد کی ملاوٹ ہوگی رید کی ملاوٹ سے دعا کا کوئی فائدہ نہ ہو گا اسی لئے لازم ہے کہ دعا پو شیدہ طور پر اس طرح سے ریاضے سے بچاؤ ہو سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر ۳۰۴۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آمین آہستہ کہنا افضل ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جہر افضل ہے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دعویٰ میں فرمایا کہ آمین دعا ہے اور دعا میں خفا ہو ضروری ہے (۲) آمین اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اگر یہ دعا ہے تو بھی خفا ضروری ہے اللہ نے فرمایا اذعو ربکم تضرعاً و خفیۃً اور اگر وہ اللہ کے اسماء میں ایک اسم ہے تو بھی احتیاط ضروری ہے اپنے رب کا ذکر اپنے ہی میں کرنا تضرع و خفا سے اگر اس امر سے وجہ بھی ثابت نہ ہو تو کم از کم مذہب تو ثابت ہوتا ہے اور ہم اس خفا کے قائل ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ دعائیں خفا ہو ضروری ہے اور آمین دعا ہے اسی لئے ولا الضالمین کے بعد اسے آہستہ کہنا افضل ہے نہ کہ چیخ کر جیسے غیر مقلدین کا طریقہ ہے۔

(باب ۱) قرآن و احادیث

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ "اُذْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَ خَفِیَّةً" اپنے رب سے دعا مانگو

عاجزی سے اور آہستہ آمین بھی دعا ہے لہذا یہ بھی آہستہ کہنی چاہیے جیسا کہ دعا کے متعلق آہستگی کا حکم ہے۔ "وَاَقْرَأْ لَکَ عِبَادِیْ عَنِیْ فَلَیْ قَرِیْبٌ حَبِیْبٌ وَ عِوَاءُ الدَّاعِ اَوْ دَعَا" (پ ۲) (ترجمہ) اسے محبوب جب لوگ آپ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں بہت نزدیک ہوں مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جو مجھ سے دعا کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ چیخ کر دعا اس سے کی جائے جو ہم سے دور ہو۔ رب تو ہماری شرک سے بھی زیادہ قریب ہے پھر آمین چیخ کر کہنا عبث بلکہ خلاف تعلیم قرآنی ہے۔ لہذا کہ آمین دعا ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقامن الایام فامنوا فاند من دافن تا میسر تا من المملکت غفر لہ تقسم من ذنب و صاحب مستاد و یترک و مسلم و ترمذی و شافعی اور داؤد ابواپ الک و امیر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ایام آمین کہئے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی موافق ہوگی اسکے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

(فائدہ) معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی اس غازی کے لئے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہو اور ظاہر ہے کہ فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں کیونکہ انکے متعلق جہ سے دعا کی تصریح نہیں تو چاہئے کہ عبادی آمین بھی آہستہ ہو تاکہ فرشتوں کی موافقت ہو اور گناہوں کی معافی ہو جو وہابی چیخ کر آمین کہتے ہیں وہ جیسے مسجد میں آتے ہیں دیے حق جاتے ہیں ان کے گناہوں کی معافی نہیں ہوتی کیونکہ وہ فرشتوں کی مخالفت کرتے ہیں۔

لطیفہ ۲۔ یہ آمین کہنے والے آسمانی فرشتے بھی مراد ہیں جیسے دوسری روایت میں فی اسماء کی تصریح ہے۔ لیکن انکے دور سے ہماری آمین کو سننے پر کسی کو شرک کا اندیشہ نہیں لیکن انہوں نے کہ اس برادر کی کو شرک سوچتا ہے تو نبی و ولی کے لئے۔

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقامن الایام غیر المغضوب علیہم ولا الضالمین و غیرہ

فاز من و فن قول قول المکتبہ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (بھاری و ابو داؤد و ترمذی و ابوالکاک و ابوالاسود)
تو صحابہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام کہے غیر المغفوب علیہم ولا الضالین
تو تم کہو آمین کہو تکہ جس کا یہ آمین کہنا فرشتوں کی آمین کے کہنے کے مطابق ہو گا اس کے
گناہ بخش دئے جائیں گے۔

اور ابو علی رحمۃ اللہ نے فرمایا ابو یوسف رولہ ولا الضالین فقال من غلط آمین فوافق قول قول اصل
السلام۔ ایک روایت میں ہے کہ تو حرام کے پیچھے ہے کہ آمین اسکی آمین آسانی ملے کے
موافق ہو گئی تو۔۔۔۔۔

فوائد الحدیث (۱)۔

مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ہر گز نہ پڑھے اگر مقتدی پڑھا تو حضور فرماتے کہ جب
تم ولا الضالین کہو تو تم آمین کہو۔ معلوم ہوا کہ ہم صرف آمین کہو گے۔ ولا الضالین کہنا امام کا
کام ہے۔ رب فرماتا ہے۔ اذ جاءکم المومنین فاختزنن جب تمہارے پاس مومن عورتیں
آئیں تو ان کا استحسان لو۔ دیکھو اسحان لینا صرف مومنوں کا کام ہے۔ نہ کہ مومن عورتوں کا
کسی حدیث میں نہیں آیا کہ اذا قلتم ولا الضالین فتقولوا آمین جب ہم ولا الضالین کہو تو آمین کہو لو
معلوم ہوا کہ مقتدی ولا الضالین کہے حقائق نہیں۔

(۲) آمین آہستہ ہونی چاہئے کہو تکہ فرشتوں کی آمین آہستہ ہی ہوتی ہے جیسا کہ پہلے گذر
اور یاد رہے کہ یہاں فرشتوں کی آمین کی موافقت سے مراد میں موافقت نہیں بلکہ طریقہ ادائیں
موافقت ہے فرشتوں کی آمین کا وقت تو وہ ہی ہے جب امام سورہ فاتحہ ختم کرتا ہے کہو تکہ
ہمارے محافظ فرشتے ہمارے ساتھ ہی نمازوں میں شریک ہوتے ہیں اور اسی وقت آمین کہتے
ہیں۔ بلکہ ان کے فرشتے جی۔

لطیفہ۔ جن لوگوں نے قسطنطنیہ کی جنگ میں شامل ہو کر لوگوں کے ہمہ زید کو
حدیث کے غفرلہ ما تقدم من ذنبہ سے قطعی ہمتی ثابت کیا ہے انہیں چاہئے کہ دنیا بھر کے تمام

خاندان کے لئے قطعی ہمتی ہونے کا فتویٰ جاری کریں کہ حدیث لہذا میں جی وی جملہ ہے۔
تفصیل دیکھئے فقیر کی تفسیر "شرح حدیث قسطنطنیہ"۔

(۱) عن وائل بن حجر انہ صلی اللہ علیہ وسلم قلنا بلغ غیر المغفوب علیہم ولا
الضالین قال آمین وائلی بہا صوت۔ حضرت وائل بن حجر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نماز پڑھی۔ جب حضور ولا الضالین پڑھتے تو آپ نے فرمایا آمین اور آمین میں آواز آہستہ
دکھی۔ معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا سنت رسول اللہ ہے بلند آواز سے کہنا باطل خلاف سنت
ہے۔

فائدہ ۱۔ اس حدیث کو امام بھاری و امام مسلم نے نہیں لیا بلکہ امام بھاری رحمۃ اللہ نے
اس روایت پر کلام کیا تفصیل آتی ہے۔

جرح از غیر مقلدین۔ یہ شبہ کے طریق سے مروی ہے چنانچہ اسکی سند بھاری
بیان کردہ کتب احادیث میں ہے شبہ عن سلمہ بن کہیل عن جریر بن الصغیر عن علقمہ بن وائل
عن ابیہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اسکے جوابات آئیگی انشاء اللہ۔

(۲) عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغفوب علیہم ولا الضالین فقال آمین وخفض بہ
صوت (ابو داؤد و ترمذی و ابی شیبہ) کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے پڑھا
غیر المغفوب علیہم ولا الضالین تو فرمایا آمین اور آواز سداک آہستہ رکھی۔

فائدہ ۱۔ حدیث ہذا میں آمین کہنے کی تصریح ہے لیکن کوئی نہ مانے تو ہم کیا
کہیں۔

(۳) عن وائل بن حجر قال لم یکن عمر و علی رضی اللہ عنہما یجھران ثم ینزلان ثم ینزلان ثم ینزلان
آمین۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما تو ہم
اللہ ادائیگی آواز سے پڑھتے تھے نہ آمین۔۔۔۔۔

فائدہ :- معلوم ہوا کہ آئینہ آئین کہنی سنت صحابہ بھی ہے۔ بلکہ خلفائے راشدین میں سے دو جلیل القدر خلفاء کا عمل ہے جسکے لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین۔ معمری اور معمری خلفائے راشدین کی سنت یہ التزام کرو۔

(۹) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما قال تخشى الامام اربعا التوہم اللہ و آئینہ ربنا کلب الحمد و معمری ہدایہ کی شرح :- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا امام چار چیزیں آئینہ کہے، ائمہ با کلمہ بسم اللہ، آئینہ اور ربنا کلب الحمد۔

فائدہ :- سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کون دین کا محافظ ہو سکتا ہے انہوں نے بھی آئینہ کو آئینہ کہنے کا فرمایا لیکن غیر مقلدین کب ملتے ہیں وہ ہیں تراویح کو بدعت عمری کہہ کر دین سے خارج ہو چکے ہیں۔

(۱۰) عن عبد اللہ قال تخشى الامام اربعا بسم اللہ و ربنا کلب الحمد و التوہم و التنبہ و رواہ معمری، امام چار چیزیں آئینہ کہے بسم اللہ، ربنا کلب الحمد، ائمہ و انجیات۔ فائدہ :- یہ وہی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں جنکی امتیاز کا حکم حضور علیہ السلام نے بار بار فرمایا لیکن غیر مقلدین کو تو عبد اللہ بن مسعود جیسے ہی نہیں۔

(۱۱) عن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ قال اربع تخشى الامام التوہم و بسم اللہ و سبحانک اللہ و آئینہ رواہ محمد بن الامار و عبد الرزاق فی مصنفہ۔ سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آئینہ کہے۔ ائمہ با کلمہ بسم اللہ، سبحانک اللہ اور آئینہ یہ حدیث امام محمد نے آثار میں اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں بیان کی۔

عقلی دلیل :-

غیر مقلدین سمیت سب کو مسلم ہے کہ آئینہ قرآن کریم کی آیت یا کلمہ قرآن نہیں اس لئے کہ اسے نہ جمہیل امین لائے نہ قرآن کریم میں لکھی گئی۔ بلکہ دعا اور ذکر اللہ ہے تو جیسے کہ ائمہ انجیات و درود ہدایہ کی دعا ائمہ و غیرہ آئینہ پڑھی جاتی ہیں ایسے ہی آئینہ بھی

آئینہ ہونی چاہئے۔ یہ کیا کہ تمام ذکر آئینہ ہوئے آئینہ پر تمام لوگ پہنچ پڑے۔ یہ سمجھنا قرآن کے بھی خلاف ہے۔ احادیث صحیحہ کے بھی صحابہ کرام کے عمل کے بھی اور عقل سلیم کے بھی رب تعالیٰ عمل کی توفیق دے۔ دوسرے اس لئے کہ اگر مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھتا بھی فرض ہوا اور اسے آئینہ کہنے کا بھی حکم ہو تو اگر مقتدی سورۃ فاتحہ کے درمیان میں ہو اور امام والا ضالین کہ دے اور اگر یہ مقتدی آئینہ کہے تو اس سنت کے خلاف لکھوا اور اگر آئینہ کہے اور صحیح کہ تو آئینہ درمیان میں آوے گی۔ قرآن میں غیر قرآن آوے گا۔ اور درمیان سورۃ فاتحہ میں شور مچے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

(باب ۲) غیر مقلدین کے سوالات کے جوابات

کیا قرآنی پر سوالات :- جن آیات سے ہم نے اپنا دعویٰ کیا ان پر غیر مقلدوں نے اعتراضات کئے ملاحظہ ہوں۔

سوال :- آئینہ دعا نہیں ہے لہذا اگر یہ بلند آواز سے کہی جائے تو کیا حرج ہے رب تعالیٰ نے دعا آئینہ مانگنے کا حکم دیا ہے نہ کہ دیگر اذکار کا۔

جواب :- آئینہ دعا ہے اس کا دعویٰ قرآن شریف سے ثابت ہے ویکھو مومن علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں دعا کی۔

ربنا اقمس علی اموالہم و اشد علی قلوبہم غلا و مواحتی یرد العذاب الایم۔ اسے رب ہمارے ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک درود پاک عذاب نہ دیکھ لیں۔ رب نے ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ قال ہذا حیثیت دعوکم فاحتملوا۔ رب نے فرمایا تم دونوں کی دعا قبول کی گئی تو آت حد تم رہو۔

(فائدہ) فرمائیے دعا تو صرف مومن علیہ السلام نے مانگی تھی۔ مگر رب نے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔ یعنی تمہاری اور حضرت ہارون علیہ السلام کی حضرت ہارون نے دعا کب مانگی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ انہوں نے مومن علیہ السلام کی دعا پر آئینہ کہا تھا۔ رب تعالیٰ

نے آمین کو دعا فرمایا معلوم ہوا کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ سے بخشن ہے۔

فلا بد من العلم بالحقائق

موسىٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کی دعا سے ہمارا استدلال اس قاعدہ سے ہے کہ الٰہ میں دعا و نکل دعا و اصل فیہ الاختیار آئین دعا ہے اور ہر دعا میں اصل یہ ہے کہ وہ آہستہ مانگی جائے۔ مستحق قاعدہ پر اس قضیہ کا صغریٰ کتاب و سنت سے ثابت ہے یعنی آئین کا دعا ہوتا قرآن و سنت سے ثابت ہے اور اکابرین مشرکین و محدثین اور اہل لغت نے بھی اسے دعا تسلیم کیا۔

قرآن سے اسکا ثبوت حضرت موسیٰ و ہارون علی نبینا و علیہما السلام کا واقعہ ہے جسے ہم نے باب اول میں بھی مختصراً لکھا اور یہاں اسے تفصیل سے لکھتے ہیں۔

وہی استدلال

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے دعا کا ذکر فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام کی دعا (دعا) منجانبہ بیان فرمائی اور جب دعا کی اجابت کا ذکر فرمایا تو دونوں جنتیوں (علیہما السلام) کی اجابت کا بھی بیان فرمایا اس نے مظلوم ہوا کہ یہ دعا کہ جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے خصوصیت سے موسیٰ علیہ السلام نے کی تھی اور ہارون علیہ السلام نے اس دعا کے سوا کوئی اور دعا کی ہے تو جب ہم نے تحقیق کی تو ہارون علیہ السلام نے ہوائے آمین کے اور کوئی دعا نہیں کی یعنی موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے جو قرآن میں مذکور ہے اور ہارون علیہ السلام آمین کرتے تھے پس کتاب الہی نے اس دعا اور آمین پر دعا کا اطلاق فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں ہے کہ آمین دعا ہے اور ہمارا دعویٰ بھی یہی ہے کہ آمین دعا ہے اور ہر دعا کا آمین اٹھنے کا حکم ہے لہذا غرض آمین آمین ہوئی چاہئے۔ چنانچہ معاملہ التزلزل میں ہے کہ قدامت و عو نکما امانت لہما والذی علیہ السلام میں موسیٰ لا یروی ابن موسیٰ کان یدعو و ہارون کان یرسن والذین دعا۔

مذکورہ تم دونوں کی دعا مستجاب ہوئی اور یہ جنگ دعا دونوں کی طرف اس لئے منسوب ہوئی علانہ کہ

دعا تو صرف موسیٰ علیہ السلام نے انگی تو وحید یہ ہے کہ مروی ہے موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے اور آمین بھی دعا ہے اور عیساؤسی شریف میں ہے واجبیت دعا تکما اکی موسیٰ و ہارون لاء کان یمن۔ بے شک تمہاری یعنی موسیٰ و ہارون کی دعا مستجاب ہوئی اس لئے کہ ہارون علیہ السلام آمین کہتے رہے اور جلالین میں ہے اور ساتھ ہی حاشیہ پر دعا علیہم واسن ہارون علی دعائے قال قد امیت دعا تکما و فی النفس الکلی واسن ہارون علی دعائے لابن معنہ استجب۔ فرعونوں پر موسیٰ علیہ السلام نے انگی تباہی کی دعا مانگی تو ہارون علیہ السلام نے آمین کہا، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں کی دعا مستجاب ہے اور تفسیر کہہ

میں ہے کہ قال این عباس موسیٰ کان یہ عود ہارون کان حسن تہذ لک قال قد اہمیت
وحرکتکما وذلک کان من یقول عند دعاہ الداعی آمین فہو یجہد داغ لان قولہ آمین تاویلہ
استحب فہو سائل کما ان الداعی سائل ایضا موسیٰ علیہ السلام فرعون یوں پر تباہی کی دعا مانگتے اور
ہارون علیہ السلام آمین کہتے اسی لئے اللہ نے دونوں کے لئے فرمایا کہ تم دونوں کی دعا قبول ہوتی
اس لئے کہ جو دعا مانگنے والے کے ساتھ آمین کہے تو وہ بھی دعا مانگنے میں شامل ہے اس لئے کہ
آمین کا معنی ہے قبول کر اس معنی پر وہ بھی دعا مانگنے والے کی طرح حاصل ہے اور تفسیر حسنی
میں ہے آئندہ اند کہ موسیٰ علیہ السلام دعا میں کہ دو ہارون آمین گفت و آمین گویندہ در دعا شریک
است ازین جہت گفت کہ دعا ہر دو معجب شد مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے ہارون
آمین کہتے اور آمین کہنے والا بھی دعا میں شریک ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم
دونوں کی دعا معجب ہے۔

سوال۔ قرآن مجید میں اردوں کا دوا کہنا ثابت ہے لیکن آمین مخصوصہ ثابت نہیں اور یہ محقق مغنہ کی کے قول سے ثابت ہے اور وہ لائق حجت نہیں۔

جواب: "مفسرین نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے تھے اور

بارون علیہ اسلام آمین کہتے تھے اور تفسیر صحابہ شوبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے
 اتقان میں لکھا ہے ومع جزم الصحابی بقولہ کیف یقال انما اخذہ عن اہل الکتاب وقد سوا من
 لہد یقہم صحابی کا اپنے قول پر جزم ہو تو پھر کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ قول اس نے اہل
 کتاب سے لیا ہو گا حالانکہ وہ اہل کتاب کی حدیث سے سختی سے روکے گئے تھے۔ ہم نے تو
 ابن عباس سے آمین کو دعائے بارون ثابت کر دیا۔ ہم مخالف سے پوچھتے ہیں کہ بارون علیہ
 اسلام نے کوئی دعا کی تھی یا نہ اگر کی تھی تو بلا کہ وہ دعائے آمین کے کیا تھی جیسا ہم نے
 صحابی سے ثابت کر دیا کہ وہ آمین بھی تم بھی کسی صحابی سے ثابت کر دو کہ فلاں دعا تھی اور
 اگر دعا سے انکار ہے تو وہ فی الواقع قرآن سے انکار ہے اور اگر مخالف کہے کہ بارون نے آمین
 کسی اور جناب الہی نے بھی اس آمین پر اطلاق دعا کا کیا ہے لیکن یہ اطلاق مجاز ہے اور دلیل
 اور کتاب مجاز پر معارضات اربعہ ہیں معارضہ اولی آمین کا دعا ہونا قرآن و حدیث صحیح قطعی
 اللہ اللہ سے ثابت نہیں۔ معارضہ ثانیہ آمین کا بمعنی دعا ہونا مخالف ہے اقوال ائمہ سے معارضہ
 ثالثہ آمین بمعنی الدعاء مخالف ہے قول امام ابی حنیفہ سے معارضہ رابع آمین بمعنی دعا مخالف
 ہے حدیث مرفوعہ کے (تمہید جوابات) معارضہ عبارت ہے اقامہ الدلیل علی خلاف اقامہ
 الجہنم سے اور ظاہر ہے کہ دعویٰ یہاں یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ نے
 آمین پر اطلاق دعا کا کیا مخالف معارض پر واجب تھا کہ قرآن سے ثابت کرنا یا حدیث سے
 ثابت کرنا کہ اطلاق دعا آمین پر صحیح نہیں نہ آنکہ ہماری دلیل کو تسلیم کر کے اور اطلاق دعا آمین
 پر مانکر تادل کرنا ہے اور باعث تادیب چارہ دلیل مذکور کرنا ہے یہ کیسا معارضہ ہے اب ہم
 ان باتوں سے قطع نظر کہتے ہیں کہ کوئی دلیل ان چارہ دلیلوں سے صحیح اور مفید مختلف نہیں بلکہ
 اس قبیلہ سے ہے جو شیخ سعدی ہستان میں فرماتے ہیں یکی بر سر شلخ بن مہریدہ۔ خداوند ہستان
 نگہ کرد و دید۔ بگذا کہ این مرد بد میکند۔ نہ بجا کہ یا نفس خودی کند۔ ایک آدمی درخت پر چڑھ

کہ ٹھنی کاٹ رہا تھا۔ باغبان نے دیکھ کر کہ یہ مرد لالچی کرتا ہے لیکن اس سے میرا نہیں اسکا
 خود اپنا نقصان ہے۔

جوابات معارضات :-

(۱) مخالف کا کہنا کہ آمین کا دعا ہونا قرآن و حدیث قطعی اللہ اللہ سے ثابت نہیں اس کے بعد
 جوابات ہیں۔ (الف) معانی لغویہ شارح نے تو بیان نہیں کئے لیکن مخالفین انہیں تسلیم کرتے
 ہوئے کبھی قرآن و حدیث صحیح قطعی اللہ اللہ کے طالب نہیں ہوتے تو جب دوسرے معانی
 لغویہ کے لئے قرآن و حدیث صحیح قطعی اللہ اللہ کی طلب نہیں آ نکھیں بند کر کے مان لیتے ہو
 آمین بھی لغویہ معانی میں سے دعا ثابت ہے لہذا اسے بھی مان لو لیکن (ب) معانی لغویہ کے
 لئے قرآن و حدیث صحیح کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ شرح اور استدلال کرنے والے کا احسان
 کافی ہو تا ہے۔ (ج) تمہارا معارضہ ہی غلط ہے۔ اسی یہ کہنا کہ آمین کا ثبوت قرآن و حدیث
 میں نہیں غلط ہے اس لئے شارح نے ثبات کے بیان کے لئے شرعا کوئی حکم اور حد مقرر نہیں
 فرمائی۔ اگر مخالف کو انکار ہے تو ہمارا فیصلہ قبول کر لے وہ یہ کہ اصطلاحات شریعہ کا ثبوت
 قرآن اور حدیث صحیح قطعیہ اللہ اللہ سے ثابت کرے انشاء اللہ تاقیامت تمام منکرین ثابت
 نہیں کر سکتے جب اصطلاحات شرعیہ کا یہ حال ہے تو معانی لغویہ کے لئے قرآن و حدیث سے
 ثابت کا مطالبہ کیوں۔ ہاں یہ حق ہے کہ شارح کے اقوال و افعال مجتہدین امت اجتہاد کر کے
 معانی و مطالب متعین کرتے ہیں لیکن آمین تو اسکی بھی محتاج نہیں اس لئے کہ اس کا دعا ہونا
 مجتہدین کے اجتہاد سے پہلے خود بخود متعین ہے ہم نے اسی تفسیف میں متعدد دلائل سے
 ثابت کر دکھایا ہے کہ آمین دعا ہے اگر مخالفین کے پاس آمین کے دعا ہونے کے انکار میں
 کوئی آیت یا حدیث صریح ہے تو لائیں۔ ہم انشاء اللہ اسکے جواب کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔
 (۲) مخالف کا کہنا کہ آمین قرآن میں بمعنی دعا لینا اقوال ائمہ کے خلاف ہے اسکا یہ
 قول بھی غلط ہے اسکے چند جوابات ہیں۔ (الف) مخالفین کتنے عیار ہیں کہ دلائل قرآنیہ سے

جنت کے اقوال اور کی طلب کرتے ہیں یہ انکی نہ صرف بہالت بلکہ عاقبت ہے بلکہ خود کو
مشرک ثابت کرنا ہے اس لئے کہ ان کا قبول ہے کہ تقلید امر مشرک ہے (معیار الحق) اب
امر پر افتراء اور کھلم کھلا بہتان ہے کہ آئین بمعنی دعا اقبال اور کے خلاف ہے عاشر کلام نے
کسی امام کا قول نہیں دیکھا اور نہ کسی امام نے کہا۔
ازالہ مغالطہ۔

غیر مقلدین کی طرف سے ایک اور مغالطہ پیش کیا جاتا ہے کہ آئین کا بعض علماء نے
اسم من اسم اللہ تعالیٰ ہی تو کہا ہے تو پھر اسے صرف آئین پر زور دینا کہاں کا انصاف ہے اسکا
جواب یہ ہے کہ بعض علماء کا مقابل مجبوراً ایک قول مردود ہے کہ آئین اسم من اسم اللہ
نیز یہ مقابلہ دعا کا نہیں بلکہ مقابل ایک قسم کی دعا کے ہے یعنی مقابل حجب یا فعل کے
یعنی مقابل اسم فعل کے ہے کہ یہ دونوں فرما فرما دعا سے ہیں ہاں ملاحظہ جب تھا کہ مخالف
کسی امام سے ثابت کرنا یا مذہب مجبور بیان کرنا کہ آئین کا معنی دعا کرنا صحیح نہیں والا لام
باطل کلمہ الملکوم لازم باطل تو لازم خود بخود باطل ہو گیا۔

سوال۔ آئین کا معنی دعا مولانا ابو حنیفہ کے قول کے مخالف ہے فرمایا لا یقول الامام آئین
انما یقول الامام وذلک لان الامام وارث الاموم مستمع و خایر من المستمع اللہ امی کما فی سایر الامم
وہیہ خارج الصلوۃ۔

جواب۔ افسوس ہے کہ مخالفین نے امام اعظم کے قول کو قرآن پر مقدم کیا علاوہ آنکہ
امام صاحب کا قول کو کسی طرح مخالفت قرآن نہیں اسکا بیان موقف ایک مقدمہ پر ہے وہ
یہ کہ داعی دو قسم ہے (۱) داعی باطل ہے جسکی دعا سکر لوگ آئین کہتے ہیں اسکی مقابل کو مستمع
کہا جاتا ہے (۲) داعی باقتدا ہے کہ آئین کہنے کے باعث داعی ہے تو بعد تمہید خدا اب ہم
کہتے ہیں کہ سراد امام داعی ہے قسم اول ہے پس مقدمہ داعی یعنی اول جو حق کے ساتھ صحیح
ہے اختلاف داعی فیما حق فیہ اور اختلاف دعا کہ اہمیت دعا نکلا میں ہے کہ وہ آئین کہنے کے

باعث یعنی ثانی ہے ولا مدار عندہ لمخالفتہ (سہاں نہ کوئی معارضہ ہے اور نہ مخالفت)

سوال۔ حدیث میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل قد ارجع فی المسکتہ او جلب ان
ختم فقال من القوم بالی شئ ینکم فقال ین فاند ان ختم باین فاند او جب اس میں وجوب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آئین کا ختم دعا کھرایا اور خاتم مغالطہ اس شے کے ہے کہ جسکی خاتم
ہی دینی ہے پس قرآن میں اگر آئین بمعنی دعا صحیحہ لیمائے تو مخالفت امین الحدیث والقرآن
لازم آئیگی تو قرآن میں تاویل اختیار کی

جواب۔ ترجیح حدیث قرآن پر صحیح نہیں یہ بھی ایک امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
کوئی صحیح قول نہیں کہ آئین دعا نہیں غیر مقدس کے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے فقہی مسئلے
سے از خودوں پر بہتان تراشا ہے مسئلہ کی عربی عبارت اصل ہم نے لکھی ہے تاکہ باطل انصاف
حقیقت کو سمجھ سکیں مسئلہ مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ نادر باجماعت میں ولا اضافہ کے بعد آئین
امام نہ کہے بلکہ مستحذی کہے اس لئے امام نے سورۃ الفاحشہ والی دعا مانگی ہے وہ داعی دعا مانگنے
والا ہے اور مستحذی مستمع و مانع ہے اور مانع آئین کہ نہ داعی جیسے کہتے ہیں دینی باتیں بیان
(جواب ۴)

غیر مقلدین دھوکہ دینے کے استاد ہیں جب ہم داعی دیتے ہیں تو کہتے ہیں بھاری
شریف میں دکھاؤ اور جو بھاری دلیل بھاری شریف میں ہوگی تو اس کا نام تک نہ لیں گے
حالانکہ بھاری شریف میں صاف لکھا ہے کہ قال علیہ السلام دعا حضرت علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ
لے فرمایا کہ آئین دعا ہے۔

جواب ۳

اکثر غیر مقلدین علم سے گورے ہوتے ہیں اور کچھ پڑھے ہوتے ہیں تو انہیں مغالطہ نہیں
ہوتا انکے علمی انصاف کے لئے چند حوالہ جات حاضر ہیں تمام مغفرت آئین کو دعا کھ رہے ہیں
یا دوسرے کہ آئین عام اس سے کہ بمعنی استجب یا کذا لک لیکن یا افضل یا اسمع یا نام خدا ہے
یعنی دعا ہے کیونکہ حوالے اجمال بھگم کے آئین اسم فعل بمعنی امر کے ہے اور امر شہادت باطنی

کی دعا ہے اور احتمال ہجیم پر تقدیر عبارت یا آمین اسجوب ہے۔ قال البھاری فی صحیحہ عقار آمین دعا۔ و فی المعالم تحت الحقیقت: عو کما و التامین دعا و تحت قول آمین معناه اللهم اسجوب و قال ابن عباس و قتادہ معناه کذا کک یکن و فی تفسیر روح البیان تحت قول تعالیٰ قد اجمیت و عو کما و التامین دعا لا نہ معناه اسجوب اللہ و فی الکشاف آمین صوت سہمی۔ الفعل الذی هو اسجوب کما کان روید و جمیل و سلم قسمی بحالہ لعل الی حی امل و اسرع و اقبل و عن ابن عباس سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معنی آمین فقال فعل امر و فی المدارک آمین صوت سہمی الفعل الذی هو اسجوب کما ان روید اسم لا ممل عن ابن عباس سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن معنی آمین فقال فعل و فی التفسیر المنطوقی قال ابن عباس آمین معناه اسمع اسمع و اسجوب و اخرج الشعلی عن ابن عباس قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن معنی آمین فقال فعل امر الہی و فی شرح المسلم معناه اسجوب ابو۔ و فی شرح البوطی اللہ تعالیٰ معناه اسجوب عند الجمهور و قبل جو اسم من اسماء اللہ تعالیٰ رواہ عبد الرزاق باسناد ضعیف من طریق حدیث قال ابن سیاف التامینی واکثرہ جماعہ کذا ذکرہ السیوطی اللہ۔

خلاصہ۔ ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک آمین بمعنی دعا ہے ایک ضعیف بذہب میں آمین اللہ تعالیٰ کے اسم میں سے ایک اسم بتایا ہے لیکن وہ بھی بتا دیا بمعنی دعا مانگتے ہیں۔

مزید بر آں۔ دیگر ہند اور حوالہ جات لیجئے۔ و فی القسطانی و معناه عند الجمهور اللهم اسجوب و قبل حواسم من اسماء اللہ تعالیٰ رواہ عبد الرزاق عن ابی حریرۃ باسناد ضعیف واکثرہ جماعہ قسم الہودی و عبارت فی التہذیب حدیث لا نہ لم یس فی اسماء اللہ تعالیٰ اسم منی و لا غیر معرب و اسماء اللہ تعالیٰ لا تنبت الا بالقرآن او السنۃ و قد عدم الطریقان او و فی البحار معنا اسجوب لی او کذا کک فلکیان قال النجاشی قولہ آمین اللہ اسم من اسماء اللہ تعالیٰ و معنا یا آمین اسجوب و ردہ الہودی العلم یثبت بالقرآن و السنۃ البتہ و اسما اللہ تعالیٰ لا یثبت بدوہما حالہ و فی التفسیر الکبیر لان قولہ آمین۔ تادیلہ اسجوب او ان نقول معنہ سے ثابت ہوا کہ آمین عند الجمهور اسم فعل بمعنی دعا ہے اور عند البعض اسم الہی ہے لیکن دونوں تقدیروں پر بمعنی دعا مستعمل ہے۔

سوال۔ تمہارے بیان کردہ معنی کے علاوہ مفسرین نے اور معانی بھی آمین کے ثابت ہیں کیوں نہیں کہ آمین اسم فعل ہو برکات معنی کذا کک یکن ہو یا انکہ خاتم دعا ہو و المعالم بلکہ حدیث میں بھی آیا ہے کما رواہ ابو داؤد انہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرجل قد ارجع فی المسکب او جب ان ختم فقال من القوم بای ختم فقال یا بن فاذ ان ختم یا آمین فخذ او جب۔ ایک شخص نے دعائیں بہت عجز کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اسی دعا پر مہر لگا دے تو اسکی دعا ضرور قبول ہوگی۔

جواب۔ یہاں دو کو دیا کہ اسم فعل سوائے معنی امر کے بھی آتا ہے کیونکہ اسماء افعال دو قسم ہیں بمعنی الہی و بمعنی امر فی لغت اللغویۃ اسماء الافعال یا کان ای اسم کان بمعنی الامر و اللفظی الذی ہما من اقسام اللفظی الاصل فعلیہ بنا و ما کوہا مشابہا۔ تمام اسمائے افعال بمعنی امر و ماضی ہوتے ہیں اور یہ دونوں بمعنی الاصل کی قسمیں ہیں اسلئے کہ انہیں بمعنی الاصل سے مشابہت ہے اور اسم فعل بمعنی مضارع کبھی نہیں ہوتا پس کذا کک یکن یا بمعنی ماضی ہے یا بمعنی امر بمعنی ماضی ہوا جائز نہیں و نہ کک کان ہر کا معنی فاری میں مجتہان بود سے ہوتا پس متعین بمعنی امر ہوا کہ ہر کا معنی مجتہان محیا اور ہے کہ اسکا مؤید کتب تفسیر و لغت ہیں۔

تائیداً از کتب لغت۔ ہر مذہب کی عادت ہے کہ مسئلہ کو عوام کی نظروں میں کمزور کرنے کے ارادے پر انکار کر کے عقلی دھوکوں کا کام لیتے ہیں۔ تحقیق سے تو انہیں دور کا واسطہ نہیں اور نہ ہی فنون کا مطالعہ ہوتا ہے فقیر کتب تنقاص کے ساتھ کتب لغت کے حوالے پیش کرتا ہے۔

مجمع البحار میں ہے اولک (کذک) فلکیں۔ صراح میں ہے آمین فی اللہ علامہ اجابت کن و معنی باد۔ غیثات میں ہے آمین اسم فعل است بمعنی قبول کن و علامہ دایا بمعنی پناہ باد۔

ازالہ وہم۔ اعتراض میں آمین کو مفاد کے معنی میں بتایا گیا ہے یہ نری جہالت ہے کیونکہ کسی نحو و لغت اور تفسیر وغیرہ میں نہیں کہ اسم فعل بمعنی مفاد ہو اور سوال میں یہ اثر دیا گیا کہ احناف آمین کو سوائے دعا کے اور کسی معنی کو نہیں لیتے یہ بھی سراسر بہتان ہے جیسے انکی عادت ہے کہ بہتان تراشیوں میں تمام بد مذہب سے سب سے آگے ہیں ہم نے کب کہا ہے کہ آمین دعا کے علاوہ دوسرے معنی میں نہیں آتا۔ ہم نے یہاں فاتحہ کے اختتام پر آمین کا معنی دعا کا دعویٰ کیا ہے اور دبی حق ہے اور دلائل سے ثابت ہو چکا ہے لیکن انہیں دلائل سے کیا غرض۔

سوال۔ جب تم خود کہتے ہو کہ اسم فعل لامعی کے معنی میں بھی آتا ہے اور اسی ضمیر ہے اور تم دعا ثابت کر رہے ہو اور دعا بملہ انشائیہ ہے جیسے نحو میرے بڑھنے والا بھی جانتا ہے۔

جواب۔ ایک شد و شد و لا معاد ہے یہ سوال ذلیل جہالت ہے اس لئے کہ جملہ ضریہ جملہ انشائیہ کے معنی میں عام مستعمل ہوتا ہے جب قرینہ ہو اسی نحو میں جملہ ضریہ کو نہ صرف دعا میں جملہ انشائیہ کی طرف منتقل کرنا ہے بلکہ بعث اشتریت بھی جملہ ضریہ جملہ انشائیہ میں مستعمل ہو رہا ہے وغیرہ اور علم نحو و بیان وغیرہ میں جملہ ضریہ کا جملہ انشائیہ کا استعمال عام قاعدہ ہے اس قاعدہ پر آمین کا معنی یقیناً جن میں باد (خدا کر می ایسے ہو) ہو گا کہ وہ نہیں ایسے ہوتا تھا۔

ازالہ وہم۔ مخالفین نے ابو داؤد کی حدیث سے استدلال کر کے تاثر دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا مانگنے والے شخص کو غلام دہرا، یعنی آمین کہنے کا فرمان اشارہ کرتا ہے دعا اور ہے آمین شے دیگر یہ غلط ہے اس لئے دعا۔ اور آمین کو آپس میں منافیہ نہیں دعا کے علاوہ آمین کا دوسرا معنی ثابت کرنا اہل علم کا شیوہ نہیں ہاں جہالت سے ہو تو اسکی مجبوری ہے۔

ازالہ مغالطہ۔ ابو داؤد شریف کی حدیث مذکور میں آمین کو غلام فرمانا، نگلشہی (معروف معنی، مراد لینا بھی جہالت بلکہ حماقت ہے اور نہ حق بمعنی یہاں مستور ہو سکتا ہے بلکہ یہاں غلام بمعنی مطلقاً ماتم پر الٹی ہے اور ماتم پر الٹی کسی شے کی جنس سے ہوتا ہے جیسے آمین غلام کی جنس سے ہے اور قاعدہ ہے کہ جنس شئی شے کے منار نہیں ہوتی اس سے یقینی طور ثابت ہوا کہ آمین دعا ہے۔

امثلہ در توضیح مسئلہ۔ بخند روایات حاضر ہیں جنہیں ثبوت شائبہ کے غلام دعا از جنس دعا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیکن رسول اللہ و غلام اللہین غلام اللہین مشہور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم غلام ہیں لیکن "اللہین" کے زمرہ میں داخل بھی ہیں ثابت ہوا کہ شے اپنی جنس میں داخل ہوتی ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ نزل ملک فقال انشر بوزیرین او تمہام یوت بنی فذلک فاتحو الکتاب و غواہم سورۃ بقرہ۔ فرشتہ نازل ہوا اور عرض کی کہ اے صیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بشارت ہو دو نوروز کی جو صرف آپ کو دے گئے آپ سے قبل کسی نبی علیہ السلام کو نہیں دے گئے فاتحہ اور سورۃ البقرہ کے غواہم یعنی آسمان رسول الخ دیکھتے سورۃ البقرہ میں آسمان رسول داخل ہے۔

(۳) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سرور

روانہ فرمایا اور انکا میر لنگر پھر لا صحابہ صلا تہم فثمت لعل حوالہ احمد اپنے مختصر یوں کے لئے قرأت فرمایا تو سورۃ اخلاص پر نماز ختم کرتا۔

اس حدیث میں قرآن کے ذکر کے بعد سورۃ اخلاص مذکور ہوئی ظاہر ہے قرأت القرآن میں سورۃ اخلاص داخل ہے۔

الذی لا تل سے ثابت ہوا کہ آمین دعا کے معیار نہیں بلکہند اموالیہ حدیث شریف میں دعا کے بعد آمین کو خاتم کہتا اسے دعا ہونے سے خارج نہیں کرتی یہی بتا رہا دعا کہ آمین دعا ہے اور دعا میں غلط محسن ہے۔

غیر مقلدین کی پیش کردہ احادیث ۱۔ انکا خلاصہ جواب یہ ہے کہ وہ روایات مجروح اور ضعیف ہیں جو قابل حجت نہیں چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

سوال ۱۰۔ ترمذی شریف میں حضرت واسل ابن خیر سے روایت ہے۔ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین وقال آمین و مد بجا صوت۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھا اور آمین فرمایا اپنی آواز کو اس پر بلند کیا معلوم ہوا کہ آمین بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

جواب ۱۰۔ حدیث کا غلط ترجمہ ہے اس میں مد ارشاد ہوا نہ بگ سے بنا ہے۔ اس کے معنی بلند کرنا نہیں بلکہ آواز کھینچنا ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور نے آمین بروزن کریم قصر سے نہ فرمائی بلکہ بروزن اولین الف اور سیم خوب کھینچ کر پڑھی۔ لہذا اس میں مخالفین کی کوئی دلیل نہیں۔ ترجمہ کی غلطی ہے۔

(قاعدہ) مد کا مقابل قصر خفہ کا مقابل جہر رفع کا مقابل خفض ہے اگر یہاں جہر ہوتا تو دلیل صحیح ہوتی جہر کسی روایت میں نہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان یعلم الجہم وما یخشی۔ بے شک رب تعالیٰ جانتا ہے بلند اور پست آواز کو رب تعالیٰ نے یہاں خفہ کا مقابل جہر فرمایا نہ کہ مد۔

سوال ۱۱۔ ابو داؤد شریف میں حضرت واسل ابن خیر سے روایت ہے۔ قال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اذا قرأ ولا الضالین قال آمین و رفع بجا صوت۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے ولا الضالین تو فرماتے تھے آمین اور اس میں اپنی آواز شریف بلند فرماتے تھے۔

یہاں رفع فرمایا جس کے معنی ہیں اونچا کیا بلند کیا معلوم ہوا کہ آمین اونچی آواز سے کہنا سنت ہے۔

جواب ۱۱۔ حضرت واسل ابن خیر کی اصل روایت میں مد ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں وارد ہوا۔ جس کے معنی کھینچنے کے ہیں۔ نہ کہ بلند کرنا یہاں اسناد کے کسی راوی نے روایت بالمعنی کی مد کو رفع سے تصحیر فرمایا اور مراد وہ کن کھینچنا ہے نہ کہ بلند کرنا روایت بالمعنی کا عام دستور تھا۔

(۱۲) ترمذی اور ابو داؤد کی روایتوں میں نماز کا ذکر نہیں صرف حضور کی قرأت کا ذکر ہے ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ فارسی قرأت کا ذکر فرمایا گیا ہو مگر جو روایات ہم نے پیش کی ہیں ان میں نماز کا صراحت ذکر ہے لہذا احادیث میں تضاد میں نہیں اور نہ احادیث ہمارے خلاف ہیں۔

(۱۳) آمین بالجہر اور آمین خفی کی احادیث میں تضاد میں ہے۔ مگر جہر والی روایتیں قرآن کریم کے خلاف ہیں لہذا ترک کے لائق ہیں اور آسمہ کی روایتیں قرآن کے مطابق ہیں لہذا واجب العمل ہیں۔

(۱۴) آسمہ آمین کی حدیثیں قیاس شرعی کے موافق ہیں اور جہری آمین کی حدیثیں اس کے خلاف لہذا آسمہ آمین کی حدیثیں قابل عمل ہیں۔ اس کے خلاف قابل ترک قرآنی آیتوں اور قیاس شرعی کا ذکر فن اصول فقہ میں مفصل مذکور ہے۔

(۱۵) آمین جہری والی حدیثیں قرآن شریف سے اور ان احادیث سے جو ہم پیش کر چکے ہیں متضاد ہیں۔ اسی لئے صحابہ کرام، تبعہ آسمہ آمین کہتے تھے اور اسی کا حکم دیتے تھے۔ اور زور سے آمین کہنے سے منع کرتے تھے۔ جیسا کہ باب اول میں ذکر کیا گیا۔ اگر جہر کی حدیثیں متضاد نہیں تھیں تو صحابہ نے عمل کیوں چھوڑ دیا۔

سوال۔ ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حتی یمسجا لصف الاول فیرتح بہا المسجد۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فرماتے تو آمین فرماتے۔ یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے تو مسجد گونج جاتی تھی۔

جواب۔ سہرہ مذہب بالخصوص غیر مقلدین کی غایت ہے کہ بعض اوقات صرف اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے آیت یا حدیث وغیرہ اذہودی بیان کرتے ہیں۔ یہاں وہ چال چلی ہے حالانکہ اس روایت کو مکمل پڑھتے تو مطلب واضح ہو جاتا اصل روایت یوں ہے کہ۔ عن ابی ہریرہ قال ترک الناس التائین وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلح۔ لوگوں نے آمین کہا چھوڑ دی حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لہجہ۔

(فائدہ) اس جملہ سے معلوم ہوا کہ عام صحابہ کرام نے بلند آواز سے آمین چھوڑ دی تھی جس پر سیدنا ابو ہریرہ یہ شکایت فرما رہے ہیں اور صحابہ کا کسی حدیث پر عمل چھوڑ دینا اس حدیث کے نسخ کی دلیل ہے۔ یہ حدیث تو ہماری تائید کرتی ہے نہ کہ تمہاری۔

(۲۳) اگر یہ حدیث صحیح مان لی جاوے تو عقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے اور جو حدیث عقل و مشاہدہ کے خلاف ہے وہ قابل عمل نہیں خصوصاً جبکہ تمام احادیث مشہورہ اور آیات قرآنیہ ایکے خلاف ہیں علاوہ عرف عام کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ اس حدیث میں مسجد گونج جانے کا ذکر ہے حالانکہ گنبد والی مسجدیں گونج پیدا ہوتی ہے نہ کہ چھپر والی مسجدیں حضور اور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف آپ کے زمانہ میں چھپر والی تھی۔ وہاں گونج پیدا ہو ہی کیسے سکتی تھی۔ آج کوئی غیر مقلد صاحب کسی چھپر والے گھر میں شور مچا کر گونج پیدا کر دکھا دیں انشاء اللہ جتنے جتنے سرا جادیں گے مگر گونج پیدا نہ ہوگی۔ اس کے باقی وہ جواب ہیں جو پہلے بیان کئے گئے۔

(۲۴) یہ حدیث قرآن کریم کے بھی خلاف ہے۔ رب فرماتا ہے لا جر فوقوا صواکم فوق صوت

النبی۔ اپنی آواز میں نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو اگر خطیہ نے اتنی اونچی آمین کہی کہ مسجد گونج گئی تو ان سب کی آواز حضور کی آواز سے اونچی ہو گئی۔ قرآن کریم کی صریح مخالفت ہوئی۔ جو حدیث مخالف قرآن ہو قابل عمل نہیں۔

سوال۔ بخاری شریف میں ہے۔ و قال غطاء آمین دعا۔ امن ابن الزبیر ومن درہ حتی ان للمسجد للجبہ۔ حضرت غطاء فرماتے ہیں کہ آمین دعا ہے اور حضرت ابن زبیر اور انکے پیچھے والوں نے آمین کہی۔ یہاں تک کہ مسجد گونج پیدا ہو گئی۔ اس حدیث میں صاف معلوم ہوا کہ آمین اتنی پیچھے کر کہنا چاہئے کہ مسجدیں گونج جاوے۔

جوابات۔ (۱) اس کا پہلا جملہ ہمارے مطابق ہے کہ آمین دعا ہے اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ دعا آمستہ مانگو۔

(۲) اس حدیث میں غطاء کا ذکر نہیں نہ معلوم غطاء کا یہ تلاوت ہوتی یا نماز میں غطاء یہ ہے کہ غطاء نماز ہوگی۔ تاکہ ان احادیث کے خلاف نہ ہو جو ہم نے پیش کیں۔

(۳) یہ حدیث عقل و مشاہدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہی اور چھپر والی مسجد میں گونج پیدا نہیں ہو سکتی لہذا واجب التاویل ہے۔ اگر قرآن کی آیہ بھی عقل شرعی اور مشاہدہ کے خلاف ہو تو وہاں تاویل واجب ہوتی ہے ورنہ کفر لازم آجاتا ہے۔ آیات صفات کو مشابہ مان کر صرف اعلان دیتے ہیں۔ اس کے ظاہری معنی نہیں کرتے کیونکہ ظاہری معنی عقل شرعی کے خلاف ہیں۔ میرے۔ ید اللہ فوق ایدہم فاما قولنا فم وجہ اللہ ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہم پر ہر ہر لمحہ اور جہی اللہ کا منہ ہے۔ خدا کے لئے ہاتھ منہ ہوا عقل کے خلاف ہے۔ لہذا یہ آیات واجب التاویل ہیں نیز رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ تقرب فی عین جہک۔ ذوالقرنین نے سورج کو کیچڑ کے پٹے سے ڈوبتے دیکھا سورج کا ڈوبنے وقت آسمان میں اجڑا عقل کا تقاضا ہے لہذا اس کی تاویل لازم پڑھنا اور یہ حدیث سمجھنا کچھ اور اسی لئے ہم غیر مقلدین کو کہتے ہیں کہ حدیث سمجھنے کا شوق ہے تو ہمارے مدرسے میں داخل ہو جاؤ!!۔

غلاف ہے کہ ایسی کوئی حدیث صحیح مرفوع نہیں جس میں غازیں آئین بالہجر کی تصریح ہو ایسی صحیح حدیث نہ ملی ہے نہ ملے گی۔ اس طرح مخالفین اور روایات بھی پیش کرتے ہیں انکا بھی یہی حال ہے مثلاً سنائی شریف میں ہے: احمد بن محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم بن شعیب المیت بن سعد عن خالد بن یزید عن سعید ابن حلال عن نعیم الحمر قال مشیت واد ابی حریرۃ فخرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم بام القرآن حتی قال غنہ المخطوب علیہم ولا الاذانین فقال آئین الحدیث۔

سوال: چنانچہ روایات حتمی آئین بالغلاف میں پیش کرتے ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور ضعیف سے استدلال نہیں کر سکتے (دو پر تا یاد کیا ہوا ہے) دیکھو واسل ابن حجر کی ترمذی دلی روایات جو تم نے پیش کی اس کے متعلق ترمذی فرماتے ہیں: حدیث سفیان اصح من حدیث شعبہ کی ہذا دلی ان قال وخفض جصاصہ واما جصاصہ جصاصہ آئین کے بارے میں سفیان کی حدیث شعبہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے شعبہ یہاں کہتے ہیں خفض یعنی حضور نے بہت آواز سے کہا جلا نکد ہے یعنی صحیح کر آئین فرمائی۔

جواب: خدا کا شکر ہے کہ تم مقلد تو ہوئے امام ابو حنیفہ کے نہ سہی کسی اور کے جیسے یہاں امام ترمذی کو انا کہ ہر جرح آنکھ بند کر کے قبول کر لیتے ہو حالانکہ اس حدیث کے ضعف کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ تمہارے خلاف ہے۔ اگر تمہارے حق میں ہوتی تو آنکھ بند کر کے مان لیتے ہاں اس سوال کے چند جوابات ہیں۔

(۱) ہم نے آئین کی متعدد سندیں پیش کیں۔ کیا سب سندیں ضعیف ہیں اور سب شعبہ راوی آرہے ہیں۔ اور شعبہ ہر جگہ غلطی کر رہے ہیں یہ ناممکن ہے۔

(۲) اگر ہماری متعدد اسنادیں ساری کی ساری ضعیف بھی ہوں تب بھی سب مل کر قوی ہو گئیں۔

(۳) شعبہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد اسنادیں مثال ہوتے ہیں سے یہ حدیث ضعیف ہوتی امام صاحب کو یہ فی حدیث باطل صحیح ملی تھی۔ بعد کا ضعف پہلے والوں کو مضر نہیں۔

(۴) اگر پہلے سے ہی یہ حدیث ضعیف تھی جب بھی امام اعظم سراج امت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو قبول کرنا ہو گا اس لئے کہ ضعف فی السند آپ کے زمانہ کے بعد ہو۔

(۵) چونکہ اس حدیث پر امام امت سلسلہ نے عمل کر لیا ہے لہذا حدیث کا ضعیف جاننا اور حدیث قوی ہو گئی۔ جیسا کہ اصول فقہ کا سلسلہ قاعدہ ہے۔

(۶) حدیث کی قرآن کریم تائید کر رہا ہے اور بلند آواز کی حدیث قرآن کے خلاف ہے لہذا آئین آئین کی حدیث قرآن کی تائید کی وجہ سے قوی ہو گئی جیسا کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے۔

(۷) اس حدیث کی قیاس شرعی تائید کر رہا ہے۔ اور بلند آواز کی حدیث قیاس شرعی کے اور عقل شرعی کے خلاف ہے لہذا آئین آئین کی حدیث قوی ہے اور بلند آواز کی حدیث ناقابل عمل۔ غرضیکہ آئین آئین کی حدیث بہت قوی ہے اس پر عمل چاہئے۔

سوال: ابو داؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو: قال آمین حتی یمسح من ینا من الصف الاول۔ اس طرح آئین کہنے کے صف الاول میں جو آپ سے قریب ہوتا وہ سن لیتا۔

جواب: یہ حدیث تمہارے ہی خلاف ہے کیونکہ پہلی تمہاری روایتوں میں تھا کہ مسجد گونج نکلتی تھی اور اس میں آیا کہ صرف چھپے والے ایک دو آدمی ہی سنتے تھے (۲) ای حدیث

کی اسناد میں خبریں رافع آ رہا ہے۔ اسے حمزہ نے کتاب الجناح میں حافظہ وحشی نے میزان میں
صحت ضعیف فرمایا احمد نے اسے منکر الحدیث کہا ابن معین نے اس کی روایت کو موضوع قرار دیا
امام حنبل نے اسے قوی نہیں مانا۔ یہاں شعبہ نے تین جگہ پر خطا کی (۱)
حجر بن العنبر کہا علائکہ وہ حجر بن العنبر ہے جسکی کنیت ابوالسکین ہے (۲) علقمہ بن وائل کو
زیادہ کیا حالانکہ علقمہ بن وائل (۳) شخص صوفی کہا علائکہ موصوفہ کہا تھا چنانچہ امام حمزہ جو
صحاح کے تیسرے نمبر پر ہے اور امام بخاری جیسے امام الحدیث کو گواہ بنا کر فرماتے ہیں۔
سمعت محمد بن یقول حدیث سفیان اصح من حدیث شعبہ فی جزاء طلاء شعبہ فی مواضع من حدیث
الحدیث فقال عن حجر بن العنبر وهو حجر بن العنبر وکنی بانی السکین وذاوفی عن علقمہ بن وائل
السنن فیہ عن علقمہ واما نحو عن حجر بن العنبر عن وائل بن حجر وائل حفض بہا صوفی اما یوہ
بہا۔ ابو عیسیٰ حمزہ نے کہا کہ میں نے محمد بن اسحاق بخاری سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ حدیث
سفیان اصح ہے حدیث شعبہ سے آئین کے باب میں شعبہ نے اس حدیث کی چند جگہں خطا کی
میں کہا شعبہ نے عن حجر بن العنبر کہا علائکہ وہ حجر بن العنبر ہے کنیت ابوالسکین ہے اور شعبہ
نے زیادتی کی اس اسناد میں کہا عن علقمہ ابن وائل علائکہ اس اسناد میں علقمہ ہے روایت نہیں
روایت تو حجر بن عیسیٰ سے ہے کہ وہ وائل ابن حجر سے کرتا ہے اور نیز کہا شعبہ نے شخص بہا
صوفی اور حدیث میں ہے کہ بہا صوفی۔

جوابات از اویسی غفرلہ۔ ہم امام حمزہ اور امام بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ کا
استہرام کرتے ہیں اور انہیں فن حدیث کی نقل کے امام مانتے ہیں لیکن معصوم نہیں مانتے (۱)
امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کا حدیث سفیان کو اصح اور شعبہ کی حدیث کو مجروح فرمایا لیکن بلا
دلیل جب تک دلیل نہ ہو کوئی بڑا امام کیوں نہ ہو اس کی بات مسلم نہیں ہوتی۔ (۲) امام بخاری
رحمہ اللہ علیہ کا حدیث سفیان کو اصح کہنا تو دلیل ہے کہ شعبہ کی حدیث صحیح ہے اصح حدیث
کی صحت کی دلیل ہوتی ہے کیونکہ افضل کی نفی سے فاعل کی نفی نہیں ہوتی اور محدثین کے

خود یک یہ قاعدہ مسلم ہے اگرچہ سفیان کی حدیث کو اصح کہنے کی بھی امام بخاری رحمہ اللہ
کے ہاں کوئی دلیل نہیں۔ بلا دلیل ہم کسی کی نہیں مانتے کیونکہ ہم مقلد ہیں یہ تو اتنا غیر
مقلدین کو مضرب بھی ہے کہ وہ کسی امام کی تقلید نہیں کرتے اگرچہ وہ دلائل کے انبار نگاہ سے
یہاں غیر مقلد امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی بات بلا دلیل مان رہے ہیں یا اعلان کریں کہ ہم
امام بخاری رحمہ اللہ کے مقلد ہیں۔ (۳) سفیان رحمہ اللہ کی روایت کو ہم نے نہیں مانا اور اسکے
دجہ ہم نے پہلے عرض کئے ہیں۔ (۴) امام حاکم بھی محدث پایہ کے ہیں انہوں نے امام بخاری
رحمہ اللہ علیہ کے مقابلہ میں حدیث شعبہ کو صحیح کہا ہے (۵) امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کا کہنا کہ
ابن العنبر کی کنیت ابوالسکین ہے ابوالعنبر نہیں امام یعنی شاذ بخاری رحمہ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کا اس قاعدہ سے متعارض ہے کہ ایک شخص کی دو
کنیتیں ہوتی ہیں بہت سے محدثین کرام بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو کنیتیں ثابت
ہیں اور محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہ ثابت کیا کہ ابوالعنبر کنیت ابن العنبر کی ہے۔ (۶)
سفیان نے اپنی روایت میں ابوالعنبر کہا ہے حدیث دوم میں ابو داؤد کی اسناد میں اور نیز داری میں
ایسا ہی موجود ہے (۷) نیز یہ کہنا کہ شعبہ نے علقمہ کے ذکر کرنے میں خطا کی ہے یہ کہنا امام
بخاری رحمہ اللہ سے موجب تعجب ہے۔ تقریب میں ہے شعبہ ثق حافظ متحقق کان الثوری
یقول امیر المؤمنین فی الحدیث وکان عابداً تو شعبہ جب ثق ہوا اور زیادہ ثق معصم ہے کمافی
اصول الفقہ الحدیث پس ثقاً شعبہ کی طرف نسبت کرنا اگر خطا نہیں تو کیا ہے (۸) اسناد میں علقمہ
بن وائل مذکور ہو اور سفیان نے ارسال کیا ہو محدثین کا قاعدہ ہے کہ کبھی ذکر کبھی ارسال
کرتے ہیں قال الامام مسلم فی صحیحہ وکذا لک کل اسناد الحدیث میں فی ذکر سماع بعضہم من
ابن وائل کان قد عرف فی الجملۃ ان کلو احدہم قد سمع من صاحبہ سماعاً کثیراً فیما یؤکل واحد
منہم یزول فی بعض الروایۃ فیسمع من غیرہ عند بعض الاحادیث ثم یرملہ عنہ احیاً الا سی من سمع
ہو ویخطو احیاً کسی اللہ تعالیٰ حمل عنہ کا حدیث ویتزک الا ارسال امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا کہ ایسے ہی ہر وہ استاد حدیث کہ جنہیں بعض کو بعض سے سماع حاصل نہیں اگرچہ وہ سہل و معروف ہے کہ انکے ہر ایک نے ایک دوسرے سے بکثرت سنا ہے تو ہر ایک کو ہر ایک سے کہ وہ دوسرے سے بعض احادیث سن کر بھی ارسال کرے اور اسکا نام نہ لے جس سے سنا ہے بھی اس سے روایت کر کے اسکا نام لے اور ارسال کا ترک کرے دہر اس پر چند مسئلہ قائم فرمائیں جو چاہے سلم شریف کا مقام جہاں لکھ لے تو حضرت امام بخاری کا حکم لگاتا غلط ہے شعبہ پر ترجیح بلا مرجع ہے بلکہ ترجیح مرجع ہے کیونکہ یہاں ایک دلیل قوی ہے کہ مسلمان نے ترک ذکر علقمہ کا کیا ہے اور شعبہ نے زیادت نہیں کی ہے وہ دلیل یہ ہے کہ مسلمان مدلس ہے اور مدلس جیسا کہ شیخ کو ساقط کرتا ہے ویرانی افوق شیخ کو اپنی ساقط کرتا ہے تو جایز ہے کہ علقمہ کو بھی ساقط کیا ہو لہذا عن کے ساتھ روایت کی رہنا چاہیے فرمایا عن سلمہ بن کبیل عن عمر ابن عنین عن وائل بن حجر اور حضرت سید میر شریف رحمۃ اللہ علیہ نے رملہ اصول الحدیث میں لکھا کہ یہ عالم یہ ساقط المدلس شیخ و لیکن یہ ساقط من بعد رہا ضعیف و مروءہ و مدلس کبھی اپنے شیخ کو ساقط نہیں کرتا لیکن اسکے بعد والے کو انکے ضعیف یا مضعیف کی وجہ سے ساقط کرتا ہے۔

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ کا مدلس ہونا عند الحدیث مشہور ہے جسے ہم آگے چل کر عرض کریں گے انشاء اللہ۔

(۸) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا کہ شعبہ نے خفض بہا صود کہا ہے یہ مصادر وہ علی المطلوب ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ دلیل لائیں کہ خفض بہا صود کسی روایت میں بھی نہیں جب انکا یہ دعویٰ نہیں ہو سکتا تو بلا دلیل انکی بات ہم کیسے مانیں۔ جالا نکہ محدثین جانتے ہیں اور غیر مقلدین کو اعتراف ہو گا کہ شعبہ رضی اللہ عنہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث دہائی میں کچھ کم نہیں۔

(۹) خفض بہا صود کی روایت کی تائید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دوسری روایت کی ہے تو اس میں خفض بہا صود ہے اس روایت کو

ہم نے اس رملہ میں آگے نقل کر رہے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہم سفیان رضی اللہ عنہ کی حدیث کی صحت کے قائل نہیں کہ وہ مدلس ہیں تو ہر انکو ہمارے مقابلے میں انکی حدیث کا دلیل میں لانا کیسا عجیبہ حدیث غلطہ و آئینہ پر حیا آئین کا قرآن و احادیث صحیحہ و لغات معتبرہ و اقوال مستحبہ سے ثابت ہے انکی دلائل کے پیش نظر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دلائل سے احناف کے دلائل کا پلہ وزنی اور بھاری ہے۔

سوال۔ ہر وہ قسم ہے الخفیف (سخت) ۲ متوسطہ قرآن مجید میں غلط وہ غلطہ مراد ہے جو ہر کے بالمقابل ہونہ کہ ہر مطلق کے بالمقابل تو ہمارا آئین میں ہر متوسطہ مقصد ہے نہ کہ ہر مطلق وہ آیت جو احناف پیش کرتے ہیں وہ ہمارے (غیر مقلدین) کے لئے مضر نہیں

جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دون الھجر کی تفسیر میں فرمایا اللھنی یدکر ان علی وجہ یسمیٰ لھما (تفسیر کبیر) معنی یہ ہے کہ وہ خود سننے اور پس۔ ہر متوسطہ مراد ہو تو ابن عباس کی تفسیر کے خلاف لازم آتا ہے۔

جواب ۲ جہاد (غیر مقلدین) کا دعویٰ حدیث صحیحہ مرفوعہ کے خلاف ہے وہ بخاری شریف میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع ایک وادی پر جھانک کر دیکھ کر ان صحابہ کرام سے فرمایا جو اللہ اکبر زور زور سے پکار رہے تھے دار فقرا علیٰ نفسکم انکم لاندعون الصم ولا غائباً انکم تدعون سمیعاً قریباً اپنے نفسوں پر زری کر دو تم۔ ہر سے اور غائب کو نہیں پکار رہے تم تو سمیع و قریب کو پکار رہے ہو۔ یہاں ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام ہر ضعیف (سخت) سے روک رہے ہیں نہ کہ ہر متوسطہ سے ورنہ اس پر کوئی قید بڑھاتے دیکھ حضور علیہ السلام نے اس جہ سے ممانعت کی علت خود بتادی اس پر دیگر علت کوئی از خود بڑھاتے تو وہ ہمیں مضر نہیں۔

جواب ۳ آیات میں جس خطا کا ذکر ہے وہ ہر مطلق کا بالمقابل ہے وہ ضعیف ہو یا متوسطہ غیر مقلدین کی مراد صرف متوسطہ میں قرآن کے مطلق کو مقید کرنا لازم آتا ہے اور وہ بلا دلیل

تاجاڑے

جواب۔ یہ بھی غیر متسلکین کا حیلہ، یہاں ہے کہ آیت سے جبر متوسط ثابت ہوتا ہے اور ہم بھی جبر متوسط کرتے ہیں یعنی آمین متوسط آواز سے پہنچا کر فرماتے ہیں

مراسمِ حدیثِ شریف میں جیہ فی الحدیث حاضر بقول آمین والتول اذ اذ وقع الخطاب مطلقاً حمل علی الحدیث ومتی ارید الاسرارہ حدیث النفس قید بذکر الہوں نے کہا کہ مناسبہ حدیث کا ترجمہ کے ساتھ اس جہت سے ہو کہ حدیث میں امر ہے قول الامین کے ساتھ اور جب خطاب قول کے ساتھ مطلقاً واقع ہو تو معمول جبرہ ہو آپ اور جب اختار حدیث نفس ارادہ کیا جاوے تو مقید اسکے ساتھ لاتے ہیں۔

جواب :- احادیث صحیحہ میں دو طرح تعلقیں مذکور ہے (۱) امام کے والا الفضلین کہنے پر دوم امام سے آمین سننے پر تعلق دوم دوسرے کی متصل ہے (۲) امام کے آمین کہنے پر امام سے آمین سننے پر تعلق اول میں غامض پہلا معنی ہے پس تعلق متصل کا قطعی پر عمل کرنا واجب ہے نہ بالکلی تو اس حدیث کا بھی وہی معنی ہے جو حدیث اول کا ہے یعنی تعلق آمین مقتدی کا والا الفضلین کے سننے پر جو تائین کے کہنے کا وقت ہے نہ کہ تائین کے سننے پر اور اس کا ارادہ کہ حدیث دوم دو معنی کی متصل ہے یہ ہے کہ تائین بھی آمین کہنا ہے نہ کہ سننا یا سنانا اور آمین کہنا آہستہ اور بالجر دونوں کا متصل ہے اب قرینہ قطعیہ تائین از امام آمین آہستہ کہنے پر یہ ہے کہ امام مالک و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما نے اسی حدیث از امام میں ذکر کیا ہے اور کلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول آمین اس لئے کہ باضر کرنا حضور علیہ السلام کا آمین کو دال ہے کہ مقتدیوں کو آپ کی آمین پر بوقت غاۓ ضررہ محی ورنہ ضرر دینے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا اس لئے کہ ایسا کرنا دو وجہ سے ہوتا ہے یا مخاطب جاہل کو عالم بنانا ہے یا بہتہ عالم ہو نا جنگلا ہے وہ دوسری وجہ باطل ہے تو وجہ اول مستعین ہوتی ارادہ ضرر دینے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا نیز امام شافعی و دارمی کا روایت کرنا فان الامام يقول آمین اسی احتمال کا نتیجہ ہے اور وہ جو عسقلانی اور قسطلانی نے فرمایا

ہے موجب تعجب ہے کہ استاد جبر علمی کے باوجود قول کو چہیز معمول کر دیا۔

مزید توضیح۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کے آئین کہنے کو امام کی
والہ امتحان کہنے پر متعلق فرمایا اور یہ اول دلیل ہے اختلاف آئین امام پر کچھ تکمہ تعلق مذکور
مقتضی آئین مقام آئین ہے اور بر تقدیر جہر آئین کے یہ تعلق لغو ہوتی ہے اور قرینہ اختلاف
یہ تعلق وہ حدیث جہاں و داری ہے جس میں فان الامام یقول آئین ہے کیونکہ امام کی آئین
کہتا مقتدیوں کو حجتہ تاویل ہے اس پر کہ مقتدیوں کو آئین کہتی امام پر علم نہیں تھا اور عدم
علم مقتدیوں کا مستلزم ہے عدم جہر کو ملا علی قاری نے لکھا فیہ حجتان احد حاملی ایک ہاں
امام یقول والذین علی الشافعی باذنیہ الامام لان لہ کلان مہراکان مسموعا فی استغنی عن قول
فان الامام یقول۔ اس حدیث میں دو وجہ ہیں ایک مالک پر اس طرح کہ امام آئین کہتا ہے
دوسری شافعی پر کہ آئین کہے آئین کو کہو کہ اگر آئین۔ مہرا کہتا مقتدی سننے تو اس وقت
اس قول سے کہ قال الامام یقولوا استغنی۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فاد من وافق قول اللہ مکہ افتاد۔ آمین امام و مومنین پر
وال ہے اس لئے کہ موافقہ کو موجب مغفرت گناہان مہر ایا ہے لیکن موافقت مذکور نہیں کہ وقت
میں یا اختلاف میں یا نفس کہنے میں ہے اگر موافقت اختلاف میں مطلوب ہے فقہین المصنوع اور اگر
کسی اور امر میں مطلوب ہے تو ظاہر ہے کہ بطریق اختلافیہ وہ موافقت حاصل ہے پس موافقت
تاسر فی الجملہ موافقت ہے۔ بہتر ہے۔ اس طرح سے آئیں آئیں کہ ثابت ہوا کہ بالجمہر جن
کتاب میں تائید معتدی کا تعلق والا ضامین پر ہے انہی کتب میں تائید امام پر بھی مذکور ہے
اذا سن الامام فامضوا وادہ ہے اور مستقلاتی و قسطنطنی نے لکھا ہے کہ قول اول ہے بعد الجمہر پر اور
نورانی میں ہے ومن المتکلمین غطاء بن اہنساب و ابو الحسن المہدی و سعید الحریری و سعید بن عریب و
عبد الرحمن بن عبد اللہ السعوی و زید استاذنا الک و صاحب مولی التوامہ و حسین بن عبد الوہاب
سکونی و مہدی بن عیینہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ کے بعض راویوں کو مقلد کہا ہے

اور علم اصول حدیث کا قاعدہ مسئلہ ہے کہ منقطع کی حدیث قبل از اختلاف مقبول ہے اور بعد از اختلاف و یا انکہ منقطع نہ ہو کہ بعد اختلاف ہے یا قبل از اختلاف مردود ہے امام نووی نے فرمایا اننا اختلاف بالمتفق لا اختلاف بالشیخ بخلاف ما یروى من حدیث من انہ عنہ قبل اختلاف ولا یقبل حدیث من اخذ عنہ بعد اختلاف او تنقطع فی وقت اخذہ جب ثقہ راوی جمع ہو
یوہ اختلاف ضعیف یا فرقی یا بڑا ہے یا سبب اندھا ہونے کے وغیرہ تو اسکی حدیث جس نے قبل یا بعد اختلاف لی ہے قبول ہے اور بعد از اختلاف یا اسکی اختلاف قبل و بعد میں شک ہے تو اسکی حدیث قبول نہیں۔

نام کتاب خوشبوئے رسول

مصنف علامہ فیض احمد صاحب لولیں
اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
واللہ جو مل جائے میرے گل کا بیج
مانگے نہ بھی معطر نہ پھر چاہے دامن پھول
رسول اللہ ﷺ اگر کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے
او جمل ہو جاتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے فراق نبوی ناقابل برداشت
ہو تا فوراً تلاش میں نکل کھڑے ہوتے اور راستوں کو سو گھٹتے جن راستوں سے
ہمارے حضور اشریف ملے جاتے وہ راستے خوشبوئے رسول ﷺ سے سکے
جوئے معطر اور معطر ہوتے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انہی
خوشبوؤں کے ذریعے حضور ﷺ کی بارگاہ تک پہنچ جاتے بس اسی چیز کا ذکر ہے
ذکر تبصرہ کتاب خوشبوئے رسول میں جان و ایمان کو معطر کرنے کے لئے یہ کتاب
بہترین ہے۔

جواب۔ اس مسئلہ میں علیہ الجہار ہے اور اسکی حدیث مرسل ہے اور مرسل غیر مستندین کے
نزدیک ناقابل عمل ہے قلعہ اتحاد نہیں ہو سکتی۔

سوال۔ ابن ماجہ کی روایت سے آئین بالکبر کا ثبوت ملتا ہے۔

جواب۔ سوال کو گنو ہے فقیر پوری سند عرض کر کے تفصیل لکھتا ہے ملاحظہ ہو۔

حدیث عثمان بن ابراہیم شیبہ ثنا محمد بن عبد الرحمن ثنا ابن ابی لیلی عن سلمۃ ایسے ہی
ہو دیوں کے سند اول حدیث کی بھی سند حاضر ہے۔ حدیث العباس بن الولید الخلال اند مشقی ثنا
مروان بن محمد وابو مسعر قال ثنا خالد بن یزید بن صبیح البکری ثنا محمد بن عمرو عن عطاء عن ابن
عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسنکم الیہود۔ سند میں ابن ابی لیلی راوی کے
متعلق محدثین کا فیصلہ ہے کہ وہ سنی الحفظ ہے اور طبقات سابقہ سے ہے تقریب میں ہے محمد
بن عبد الرحمن بن ابی لیلی سنی الحفظ جدا سن السابقہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
ابن ابی لیلی لا یصح بہ (رواہ الترمذی) اور سنی الحفظ کے متعلق مجاہد میں ہے نعم الطعن اما ابن یزید
کذاب الراوی او تمہدہ بذکر او فحش غلط اور غفلت او فسق او دہر او مخالفت او۔ چنانچہ او بدعت
او سوء حفظ اور راوی کا طعن یا تو بسبب کذب کی یا تمہت کذب کے یا بہت غلطی کے یا
لجفلت یا فتن یا وہم یا مخالفت ثقات یا نہایت حال یا بدعت یا بدعتی کی جہت سے ہو تا ہے۔
ایسے ہی ابن عدی بھی غلطی ہے تقریب میں ہے ابن عدی کفلی من الزائف ابن عدی غلطی ہے
اور تیسرے جہت کا ہے اور یہ حدیث حضرت علی المرتضیٰ کے قول کے بھی خلاف ہے عبادی
شریف میں ان سے مروی ہے عن وائل بن حجر کان عمر دا علی لا یجیران بالہمس لا بالتود ولا
بالتائین وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ عمرو علی رضی اللہ عنہ کبھی بسم اللہ اور تودہ اور آئیں کو جہر
سے نہیں کہتے تھے۔ دوسری سند میں عباد بن سلمہ ہے محدثین فرماتے ہیں کہ۔ عباد بن سلمہ آخر
مخرج من متعیر الحفظ ہو گیا تھا فی المقریب سلمہ تغیر حفظ باخرہ نیز اسکی سند میں سہل
بن صالح آخر عمر میں تغیر الحفظ ہو گیا تھا فی المقریب سہل ابن ابی صالح تغیر حفظ باخرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ظہر اور عصر کی دو رکعتیں اولین میں سورہ فاتحہ اکتساب کو اور غلاں غلاں سورہ کو اور ہم کبھی کبھی قرآن سننے تھے جیسے احباب ظہر و عصر میں فاتحہ و قرآن کے۔ مگر سے ان دونوں غاروں میں قرآن بالظہر ثابت نہیں ہو سکتا ایسے ہی احباب آئین بالظہر ثابت نہیں جب تک دو امر میں سے ہر ایک نہ ثابت نہ کریں استدلال اس حدیث سے صحیح نہیں۔

حدیث سنائی کے جوابات

جواب ۱۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے لہذا قابل حجت نہیں کیونکہ اس سند میں ابو ہلال

لین الحدیث ہیں چنانچہ تقریب میں ہے۔ محمد بن سلیم ابو ہلال البصری صدوق فیہ لین۔ محمد بن سلیم ابو ہلال بصری صدوق ہیں لیکن

اور ہذا اتفاق لین الحدیث قابل حجت نہیں چنانچہ حجتہ اور اسکی شرح میں ہے۔

۲۔ اس روایت سے آئین بالظہر کا استدلال کم علمی اور غلط فہمی کی علامت ہے اس لئے کہ آئین کا سن لینا اسکی جہریت پر اگر دلیل مل سکتی ہے تو ذیل کی حدیث (وغیرہ) سے بھی نوافل کی قرأت بالظہر لازم آتی ہے چنانچہ حدیث شریف ترمذی میں ہے کہ عن عبد اللہ بن مسعود قال ما اخصیت اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرئی اہل کتبہ بعد المغرب و فی اہل کتبہ قبل صلوۃ الفجر قل یا ایہا الکفرون و قل عو اللہ احد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ میں نے کس قدر حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ فجر کی دو سنت اور مغرب کی دو سنت ہیں قل یا ایہا الکفرون اور قل عو اللہ احد پڑھتے تھے۔

۳۔ جواب تمہارا اس روایت میں ہے وہی ہمارا جواب اٹھاتے آئین میں ہے۔

نوٹ۔ یہی جواب روایت ابو داؤد ذیل کا ہے۔ حدیثا ہصر بن علی ناصفوان ابن عیسیٰ عن بشر ابن داؤد عن ابن عبد اللہ ابن عمر ابن حریرہ عن ابی ہریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرئ غیر المصنوب علیہم ولا الفضلین قال آئین حتی یسمع من یلیہ من الصف الاول۔

ایک اور حدیث سنائی داہن ماجہ ۱۔ ان دونوں کی سند ملاحظہ ہو۔

آخر ۲۔ عبد الحمید بن محمد ثنا یونس ابن ابی اسحاق عن ابیہ و فی روایہ اشیر نا قتیہ عن ابی ہلال عن ابن ابی اسحق عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ و قال ابن ماجہ حدیثا محمد بن الصبان و عمار بن خالد ابو اسحق قال حدیثا ابو بکر بن حیاث عن ابی اسحق عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ الحدیث۔

جواب ۱۔ اس سند میں ابو اسحق مختلط ہے اور یونس و یحییٰ ہے فی التقریب یونس ابی اسحق السبئی الکوفی صدوق یحکم تقلید ابو اسحاق السبئی مختلط باثرہ۔ تقریب میں ہے کہ یونس ابن ابی اسحاق السبئی کو فی صدوق ہے محمود و یحییٰ اور آخر عمر میں مختلط ہو گیا تھا۔

(۲) یہ حدیث راوی کے ضعیف ہونے کی وجہ ناقابل حجت ہے ہم اصل حدیث کامل سند کے ساتھ لکھتے ہیں تاکہ انہیں فیصلہ کر سکیں کہ غیر مقلدین کتنا اور کیسے دھوکہ کرتے ہیں۔

قال ابن ماجہ حدیثا محمد بن بشاد حدیثا صفوان بن عیسیٰ حدیثا بشر بن رافع عن ابن عبد اللہ بن عمر ابن حریرہ عن ابی ہریرۃ قال نوک الناس المتانین و کان رسول اللہ قال غیر المصنوب علیہم ولا الفضلین قال آئین حتی یسمعوا اصل الصف الاول فیہ ترجعوا المسجد۔ اس سند میں بشر بن رافع راوی ضعیف الحدیث ہے تقریب میں اس راوی کو ضعیف الحدیث لکھا۔

(۳) یہ حدیث مضطرب ہے اس لئے کہ بعض طرق میں اسے متجاوز کا ذکر ہے اور بعض میں نہیں۔

(۴) تعلیمات ہی ہو سکتا ہے جسکے متعلق پہلے تفصیل گزری ہے اسکا مرید اس حدیث میں لفظ ترک الناس بھی ہے۔

حدیث ۲۔ یہ حدیث قابل حجت ہے ہم اسکی سند کامل لکھتے ہیں حدیثا۔ محمد بن کثیر نا صفیان عن سلمہ عن عمر بن العیسیٰ الحضرمی عن وائل بن حجر الیہ و داؤد (۱) ممکن ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمات لکھے لکھے ایسا کیا ہو اور جو عمل تعلیمات ہو اور داتا نہ ہو اس سے استدلال

نہیں کیا جاسکتا جیسے گذرا (۱) غرض مدلس ہے لہذا قبل بحث نہیں (۳) ہماری پیش کردہ آیات اور احادیث صحیحہ کے متعارض ہے اور جو روایت قرآن اور احادیث کے متعارض ہو اس پر عمل نہیں کیا جاتا (۴) اس مسئلہ میں محدثین کثیر ہیں اور وہ بالاتفاق کثیر الغلط ہیں تقریب میں ہے محمد بن کثیر الغلط من صفار التماسد محمد بن کثیر الغلط اور صفار راویوں کے تابع طبقات سے ہے اور حدیث کثیر الغلط مردود ہے چنانچہ اصول حدیث کی مشہور کتاب مجتبى الفکر میں ہے۔

ثم المردوان یكون سقط راوای طعن لی ان قال ثم الطعن اما ان یكون کذب الراوی او تهمت بذلک او غش غلط پھر مردود جو بسبب سقوط راوی یا طعن کے ہو یا بسبب طعن کے تا آنکہ کہا کہ وہ طعن یا بسبب کذب راوی کے ہو گا یا بسبب تهمت کذب کے یا بسبب کثیر الغلط ہونے کے ہو گا۔

عن سمرة بن جندب انه حفظ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم سكتين سكتة اذا كبر وسكتة اذا فرغ من قراءة غير المغلوب عليهم ولا الضالين بعد تدايى بن كعب رواه ابو داود والترمذي وابن ماجه والدارقطني (مشکوٰۃ)۔ حضرت سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو سکتے یاد کئے (۱) تکبیر کے وقت (۲) الام کی فراغت اور الضالین کے وقت حضرت ابی بن کعب نے حضرت سمرة بن جندب کی تہنیت کی۔

استدلال۔ اس میں شک نہیں کہ بقرہ مقابلہ مقام یہ سکتہ ثانیہ بھی بمعنی سکوت ہے بلکہ قراءۃ خفیہ ہے اس لئے کہ سکتہ اولیٰ مثلاً پڑھنے کے لئے ہے تو سکتہ ثانیہ بھی کسی شے کے پڑھنے کے لئے ہو گا اور احادیث سے ثابت ہے کہ یہاں سوائے آمین پڑھنے کے اور کوئی شے نہیں اس سے ثابت ہوا کہ آمین پڑھنا چاہئے جیسے سکتہ اولیٰ میں منار وغیرہ پڑھنا ہوتی ہے۔

امام طہیسی شافعی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ۔ ولا ظہران وسکتہ الاول للثانی۔ وسکتہ الثانیۃ للثانی۔ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ سکتہ اولیٰ منار کے لئے اور سکتہ ثانیہ آمین کہنے کے لئے ہے۔

سوال۔ یہ سکتہ (دوسرا) فاتحہ مع متعلقات کے بعد ہے اور آمین بھی متعلقات سے ہے؟
جواب۔ بزرگوں نے صحیح فرمایا ہے درنگوار حافظہ بناشد حدیث شریف میں الفاہم نہیں کہ جس میں متعلقات کو گھسیٹا جائے بلکہ دلائل ضالین کی تصریح ہے اور علم اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ الفاہم لا یختل انکار ولا التاویل غازیں نہ نکرار کا احتمال ہو تا ہے نہ تاویل کا (فافہم ولا تکل من طراست)۔

تجواب حضرت عبداللہ بن مفضل و انس رضی اللہ عنہما سے آمین آہستہ کہا ثابت ہے (رضادوی و کشف) روی عن عمر بن الخطاب ان قال "خشی الامام اربعۃ اشیا۔ التمزؤ والنساء و آمین و سمانک اللہ و محمد ک۔ اللہ مات شرح مشکوٰۃ شاہ عبداللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ امام چار چیزوں کو آہستہ کہئے (۱) تموز (۲) بسم اللہ (۳) آمین (۴) سمانک الملہ۔

روی عن ابن مسعود اربع خشی الامام و ذکر من جملۃ التمزؤ والبسمۃ و آمین فخر اللہ رالین الہام۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام چار چیزیں آہستہ کہئے ان میں سے تموز تشبیہ و آمین ہے۔ عن التمزؤ قال ترک الناس التامین الحدیث (رواہ ابن ماجہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ لوگوں نے آمین (آمین کہنا) چھوڑ دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ زمانہ ابو ہریرہ زمانہ صحابہ تلمیذین کا تھا پس یہ اثر والی ہے اس پر کہ صحابہ و تابعین نے ترک جمہر آمین پر اتفاق کیا تھا کیونکہ لام متعرق کا ہے اور قرینہ عہد موجود نہیں۔

خلاصہ

آمین بالاتفاق قرآن نہیں کی وجہ ہے کہ اسے قرآن مجید میں اسکا رسم الخط قرآن کے خلاف ہوتا ہے اسی لئے احناف فرماتے ہیں کہ اسے جہری قراءۃ میں آہستہ پڑھا جائے تاکہ اسکی قرآن مجید سے مشابہت نہ ہو اس سے یہ لازم نہیں کہ قراءۃ خفا کے وقت آمین کا جہر ہو تاکہ مشابہ القرآن نہ ہو اس لئے کہ قراءۃ خفا میں آمین کے مثابہ کا خوف نہیں اسکا قیاس

تہری قرآنہ پر قیاس مع الفارق ہے۔

اگر کہیں کہ مست ہے تو یہ روایت اسکی مسنیت کے خلاف ہے اگر کہیں کہ مستحب ہے تو جی یہ احتمال اسکے معافی ہے کہ بغیر ترجیح اللہ العرفین مفید باحد ہوتا ہے نہ کہ مستحب جیسا کہ مستحب کی تعریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فعل نکاح یا رتین ثبوت ہو اور اسکے مقابل عدم ثبوت فعل و ترک تمام اوقات میں ہے نہ کہ ثبوت عدم فعل کلبذا مباح ہو گا اور مباح غیر مقلدین کو مضر ہے۔

احناف کی حقیقت :- یہ روایت بدھوتہ کی تفسیر ہے اس لئے کہ بدھوتہ میں وہ احتمال تھے جیسے ابتدائے میں ہم نے عرض کیا وہی راوی اسی احتمال کو خود رفع کر رہے ہیں کہ بدھوتہ معنی غفلت ہے۔ اسی تقریر پر ہمدانی پیش کردہ روایت اور غیر مقلدین کی پیش کردہ حدیث ہر دونوں احناف کے مسلک کی مؤید ہیں۔

عقلی دلائل (۱) تمام امت کا اجماع ہے کہ مائیت بین الدفتین منجھو القرآن فہو کلام اللہ (ریضوی و اتقان) جو دو کتابوں کے درمیان میں قرآن میں ہے وہ کلام الہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسماءِ سور و تعدادِ آیات و کلمات و حروف و اربع و اثناف و اثلاث و ارباع و کحوالی و طیرہ قرآن مجید کے رسم الخط کے برخلاف لکھے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہمس اند میں بھی معمولی سا تغیر ہوتا ہے اس لئے کہ اس کے قرآن ہونے میں بعض صوار کا اختلاف ہے۔

قاعدہ ہے کہ جوئے قرآن نہیں اسے پڑھتے آہستہ پڑھنا واجب ہے یہی وجہ ہے کہ بسم اللہ شریف کو جہری نماز میں شوافع بالجمہ پڑھتے ہیں لیکن حنفیہ آہستہ اس لئے کہ شوافع کے نزدیک بسم اللہ قاضی کا جزو ہے اور احناف کے نزدیک فاتحہ کا جزو نہیں۔

قولا کی مثالیں جن میں جہر نہیں وہ غیر مقلدین کی یہ دلیل صحیح ہو کہ قولا
مہر پر محمول ہے تو چاہئے کہ تشہد اور ربنا کلمہ اور تسبیحات رکوع و سجود کا جہر کہنا
مسنون ہو چنانچہ الحنفیوں والوطا والشرعیہ و ابن تیمیہ وغیرہ بایں ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و سلم قال اذا قال الامم سبح الله لمن بعدة فقولوا اللهم ربنا كلك الحمد الحديث اور اصحیحین وغیرہا میں ہے ابن مسعود وہ قال التفت الیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اے صلی اللہ علیہ وسلم کہ غیظہا کل الحیات بعد الحمد یہ اور انی داؤد الترمذی و ابن ماجہ میں ہے ان صلی اللہ علیہ وسلم قال اور کہ ابن مسعود کہ غیظہا کل ثلاث مرۃ ایمان ربی الاعلیٰ و ذلک امامہ اور ان جملہ امور میں خطا ہے چنانچہ ترمذی میں ہے عن ابن مسعود عن السنہ ان یطہی التمسحہ قال ابو عیسیٰ العمل علیہ عندہ حل العلم و اخرہ ابن ابی شیبہ عن ابن مسعود وہ کان یکنفی بسم اللہ الرحمن الرحیم والا ستعاذہ و ربنا کلك الحمد

تَعْجِبُ بِإِمَامِ بَخَّارٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَخَّارِي رَحِمَهُ اللَّهُ تَقْلُضُ أَحَادِيثَ فِيهِ بَلَدٌ بِأَيِّهِ
سَيِّدُ لَيْكِنِ إِمَامِ أَكْبَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كِي فَخْرِيَّتِ كِي مَقَابِلِ فِيهِ اَنَّهُ اس اِسْتِدْلَالِ سِي تَعْجِبُ بِإِ
تَعْجِبُ هِي كِي اِس حَدِيثِ كُو آئِينَ اَلْبَلْغِ بِرِ اَدِلُّهُ طَوْرُ لَانْتِ فِيهِ جِسِّ سِي عَمِيهِ مَقْلُضِ بِرِ اَبُو لِي
نَافِي سَوَاتِ اَكْرُ چِي يِهْ اَحَادِيثِ صَرِيحِ كِي خِلَافِ هِي اِسي لَتِي هِي كِيْتِي هِي كِي اِمَامِ أَكْبَرِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ كِي فَخْرِيَّتِ كِي اَنَّهُ اِمَامِ بَخَّارِي طَقْلُضُ كَلْبِ هِي۔

دسوال، حجاز کا زمانہ شرط زمانہ کے بعد ہوتا ہے تو جب حضور علیہ السلام نے
مصدقہ یوں کے آئینہ کو امام کے دلائل میں کہنے پر معلق فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس وقت
آئینہ کہیں یاد تو دوسری حدیث میں آپ نے بیان کر دیا کہ مصدقہ یوں کے آئینہ کہنے کا
وقت امام کے وقت ہے۔

جواب :- آزاد ہوا کا شرط سے بعد کبھی نہیں ہوا بلکہ دونوں کا زمانہ ایک ہی ہے اس لئے کہ یہ عرصہ و معلول یا سبب و مسبب ہیں اور ان دونوں کا زمانہ ایک ہوتا ہے اہل عربینہ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں اتحاد زمانہ ہے اس لئے کہ حکم جزا میں ہے اور شرط بمنزلہ قید و حال کے لئے اور حال و ذوالحال کا زمانہ ایک ہوتا ہے ہاں تقدم ذوقی شرط کو حاصل ہوا ہے اور انہیں تطاری گفتگو نہیں ۔

(۲) اگر یہی بات مسلم ہو تو حدیث اذان امام فاسوئیں بھی یہ قاعدہ جاری ہو گا کہ یہاں بھی بدعت زانی محقق ہے تو یہاں سے بھی عقد، حل نہ ہو گا کہ مستندی کس وقت امام کے بعد آئین کہے۔

(۳) احادیث تصحیح و تشہد و تصبیح میں تمہارا کیا جواب ہے جبکہ اجمال و ابہام یہاں بھی ہوا اس سے ثابت ہوا کہ ولا الضالین پر تعلیق کرنا ہی موجب اخطائے آئین ہے۔

سوال: اخرج الشیخان و غیرہ عن الامیرہ قال قال رسول اللہ اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین انما وافق آئین ملائکہ غفرلہما تقدم من ذنبہ۔

(جواب) تعجب ہے کہ بعض غیر مقلدین نے اس روایت سے بھی آئین بالجمہر پر استدلال کیا ہے حالانکہ یہ روایت ہماری مؤید ہے جسکی مختصر تشریح فقیر نے باب اول میں بیان کر دی ہے اور ظاہر ہے کہ کہنے کا حکم ہے اور قولوں میں ضروری نہیں کہ جہر سے ہو قول جیسے جہر میں دوتا ہے ایسے عقائد سے بھی دو لکن الوبایہ قوم لا یعقلون کہتے ہیں ورنہ سب کو معلوم ہے کہ غیر مقلدین آئین کے وقت کتنا زور لگاتے ہیں اور ایسا شور برپا ہوتا ہے کہ محلہ کے چھوٹے بچے سینہ سے دھڑکے مارے جاگ اٹھتے ہیں کہ نامعلوم کیا آفت نازل ہو گئی۔

ہوال، اگر آئین دعا ہے اور ہر دعا آمین ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات دعائیں جہر سے بھی پڑتے تھے۔

(جواب) اسکی تفصیل گذر چکی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی جہر تذکیر و ترغیب یا تسلیم و ضمیر کے لئے کیا ہے تو وہ شے آخر ہے جو ہمارے دعویٰ کے منافی نہیں کیونکہ بات اصل ہو رہی ہے کہ دعائیں اصل کیا ہے وہ ہے عقائد اصل کے خلاف عارفہ کے طور پر اگر کوئی بات ثابت ہو تو اصل مقصد کے خلاف نہیں سمجھنا چاہنا۔

الحدیث فقیر نے اپنی استطاعت پر آئین کو اہمیت کہنے کے دلائل عرض کر

دیئے ہیں مولیٰ عزوجل بفضل حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرمائے (آمین)

وصلی اللہ علی حبیبہ اکرم و علی آلہ
و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

محمد فیض احمد ایسی رضوی غفرلہ

۱۱ رمضان ۱۴۱۵ھ

الْقَوْلُ الصَّوْبُ فِي تَرْكِ الْمَسْحِ عَلَى الْجِرَابِ

تصنیف

شیخ الحدیث والتفسیر فیض ملت

حضرت علامہ محمد فیض احمد ایسی صاحب

فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز کی لاجواب کتب

❁ شرک کی حقیقت

❁ غیر مقلدین کو دعوت انصاف (اول) (مطبوعہ)

❁ غیر مقلدین کو دعوت انصاف (دوم) (مطبوعہ)

❁ غیر مقلدین کو دعوت انصاف (سوم) (مطبوعہ)

❁ غیر مقلدین کو دعوت انصاف (چہارم) (مطبوعہ)

❁ فیصلہ کن مناظرے (مطبوعہ)

❁ مجموعہ تصانیف حضرت علامہ محمد اسماعیل نقشبندی علیہ الرحمۃ

❁ دیوبند کا نیا دین (مطبوعہ)

❁ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت و نورانیت (مطبوعہ)

❁ دیوبندیوں سے لاجواب سوالات (مطبوعہ)

❁ مجموعہ رسائل مفتی محمد شفیع جماعتی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ)

ناشر: فیضانِ مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموٹی